﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 19 | جمعۃ المبارک 23/ مارچ 2012ء | 29/ ربیع الثانی 1433 ہجری قمری ❁ 23/ امان 1391 ہجری شمسی | شمارہ 12

تقویٰ اور عبادت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تقویٰ اختیار کر۔ تُو سب سے بڑا عبادت گزار بن جائے گا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الورع حدیث نمبر :4207)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جولوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدّارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔

خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان طیار ہوں گے۔

’’مَیں اس جگہ ایک اَور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جولوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدّارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جولوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غمخوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان طیار ہوں گے یہ ربّانی حکم ہے جو آج مَیں نے پہنچا دیا ہے۔ اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے۔

اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا۔ اَلَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ‘‘۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔ المبلّغ خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ یکم دسمبر 1888ء۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 188)

......❁......❁......❁......❁......

’’مضمون تبلیغ جو اس عاجز نے اشتہار یکم دسمبر 1888ء میں شائع کیا ہے جس میں بیعت کے لئے حق کے طالبوں کو بلایا ہے اس کی مجمل شرائط کی تشریح یہ ہے:۔

اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجّد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اُس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائے گا۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہرحالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلّت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے مُنہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم یہ کہ اتّباع رسم اور متابعتِ ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقدِ اخوّت محض لِلّٰہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقدِ اخوّت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

یہ وہ شرائط ہیں کہ جو بیعت کرنے والوں کے لئے ضروری ہیں۔.......... جولوگ اس ابتلاء کی حالت میں اس دعوت بیعت کو قبول کر کے اس سلسلہ مُبارکہ میں داخل ہو جائیں وہ ہماری جماعت سمجھے جائیں اور وہی ہمارے خالص دوست متصوّر ہوں اور وہی ہیں جن کے حق میں خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں انہیں اُن کے غیروں پر قیامت تک فوقیت دوں گا اور برکت اور رحمت اُن کے شامل حال رہے گی اور مجھے فرمایا کہ تُو میری اجازت سے اور میری آنکھوں کے روبرو یہ کشتی تیار کر۔ جولوگ تجھ سے بیعت کریں گے وہ خدا سے بیعت کریں گے۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوگا۔ اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے حضور میں اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ حاضر ہو جاؤ اور اپنے ربّ کریم کو اکیلا مت چھوڑو۔ جو شخص اُسے اکیلا چھوڑتا ہے وہ اکیلا چھوڑا جائے گا۔

سو حسب فرمودہ ایزدی بیعت کا عام اشتہار دیا جاتا ہے اور متحملین شرائط متذکرہ بالا کو عام اجازت ہے کہ بعد ادائے استخارہ مسنونہ اس عاجز کے پاس بیعت کرنے کے لئے آویں۔ خدا تعالیٰ ان کا مددگار ہو اور ان کی زندگی میں پاک تبدیلی پیدا کرے اور ان کو سچائی اور پاکیزگی اور محبت اور روشن ضمیری کی رُوح بخشے۔ آمین ثم آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ‘‘۔

المبلغ خاکسار احقر العباد اللہ غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب۔ 9/ جمادی الاول 1306ھ مطابق 12/ جنوری 1889ء‘‘۔ (مجموعہ اشتہارات۔ جلد اول صفحہ 189 تا 192)

جماعت احمدیہ کا آغاز، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی، دیگر مسلمانوں کے مقابل پر جماعت احمدیہ کے مخصوص عقائد اور احمدیت کی غرض و غایت

(تحریر فرمودہ: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ)

(چوتھی قسط)

نبوت کا سلسلہ بند نہیں ہوا

ایک اور بڑی اصلاح جو حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمانوں کے خیالات میں فرمائی وہ مسئلہ نبوت کے متعلق تھی۔ کئی صدیوں کے تنزّل کے زمانہ میں ہمتوں کے پست ہو جانے کی وجہ سے اور بعض قرآنی آیات اور احادیث کا غلط مطلب سمجھنے کے نتیجہ میں مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور اب کوئی شخص نبوت کے مقام پر فائز نہیں ہو سکتا۔ اس خیال نے مسلمانوں کی عقل پر ایسا پردہ ڈال دیا تھا کہ وہ امت محمدیہ میں نبوت کے اجراء کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث ہتک اور اسلام کے لئے موجب ذلت خیال کرنے لگے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ یہ عقیدہ بالکل خلافِ تعلیمِ اسلام اور خلافِ عقل ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے نبی کا آنا جو آپ کے خادموں میں سے ہو اور آپ کی وساطت سے نبوت کا انعام پائے اور اس کی بعثت کی غرض اسلام کی تجدید اور اسلام کی اشاعت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو گرانے والا نہیں بلکہ بلند کرنے والا اور اسلام کی اکملیت کو ظاہر کرنے والا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ابھی تک ہمارے مخالفین نے اس نکتہ کی قدر نہیں کی ورنہ وہ حضرت مسیح موعود پر اعتراض کرنے کی بجائے آپ کے شکر گزار ہوتے کہ آپ نے اس حقیقت کا انکشاف کر کے مسلمانوں کی جھکی ہوئی گردنوں کو بلند کر دیا۔ چونکہ اس مضمون پر ایک مفصل نوٹ اوپر گزر چکا ہے اس لئے اس جگہ صرف اس قدر اشارہ پر اکتفا کر کے ہم اگلے سوال کو لیتے ہیں۔

الہام کی حقیقت

سلسلہ الہام کے متعلق مسلمانوں کی اس غلطی کا ذکر اوپر گزر چکا ہے کہ ان کا ایک معتدبہ حصہ اس زمانہ میں الہام کے دروازہ کو بند قرار دیتا تھا۔ اس کے علاوہ الہام کے متعلق مسلمانوں کا ایک فریق اس غلطی میں بھی مبتلا تھا کہ الہام الفاظ کی صورت میں نہیں ہوتا بلکہ وہ اچھے خیالات جو انسان کے دل میں اچانک گزر جاتے ہیں وہی الہام ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس خیال کی سختی سے تردید فرمائی اور فرمایا کہ الہام اور وحی کی گو کئی اقسام ہیں مگر زیادہ ارفع اور زیادہ پختہ قسم لفظی الہام ہے جو خدا کی طرف سے اسی طرح انسان تک پہنچتا ہے جس طرح کہ ایک دوسرے شخص کی آواز اس کے کانوں تک پہنچتی ہے۔ آپ نے ثابت کیا کہ قرآنی وحی بھی اسی نوع میں داخل تھی چنانچہ سارا قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لفظاً نازل ہوا تھا اور نہ صرف قرآن شریف کے معانی بلکہ اس کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف خدا کا کلام ہے۔ آپ نے بتایا کہ اگر محض دل کے اچھے خیالات کا نام الہام ہو تو اس طرح تو ہر مصنف اور ہر مقرر اور ہر شاعر اور ہر محقق اور ہر سائنسدان ملہم قرار پائے گا کیونکہ اس قسم کے فوری خیالات ہر انسان کے دل پر گزرتے رہتے ہیں بلکہ اس تعریف کے ماتحت ایک چور بھی ملہم سمجھا جائے گا کیونکہ اس کے دل پر بھی بسا اوقات دوسروں کا مال لوٹنے کے لئے بڑے بڑے باریک اور اچھوتے خیالات گزر جاتے ہیں۔ غرض آپ نے اپنے تجربہ اور قرآنی آیات و احادیث سے ثابت کیا کہ الہام کی یہ تعریف بالکل غلط ہے اور حقیقی الہام وہی ہے جو خدا کی طرف سے معین الفاظ کی صورت میں انسان تک پہنچتا ہے اور یہ الہام اپنے ساتھ ایک خاص قسم کی شان اور لطافت اور تاثیر رکھتا ہے جو لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

”الہام کے الفاظ سے اس جگہ یہ مراد نہیں کہ سوچ اور فکر کی کوئی بات دل میں پڑ جائے جیسا کہ جب شاعر شعر کے بنانے میں کوشش کرتا ہے یا ایک مصرع بنا کر دوسرا سوچتا رہتا ہے تو دوسرا مصرع دل میں پڑ جاتا ہے سو یہ دل میں پڑ جانا الہام نہیں بلکہ یہ خدا کے قانونِ قدرت کے موافق اپنے فکر اور سوچ کا ایک نتیجہ ہے...... اگر صرف دل میں پڑ جانے کا نام الہام ہے تو پھر ایک بدمعاش شاعر جو راستبازی اور راستبازوں کا دشمن اور ہمیشہ حق کی مخالفت کے لئے قدم اٹھاتا اور افتراؤں سے کام لیتا ہے خدا کا ملہم کہلائے گا۔ دنیا میں ناولوں وغیرہ میں جادو بیانیاں پائی جاتی ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ اس طرح سراسر باطل مگر مسلسل مضمون لوگوں کے دل میں پڑتے ہیں۔ پس کیا ہم ان کو الہام کہہ سکتے ہیں؟ بلکہ اگر الہام صرف دل میں بعض باتیں پڑ جانے کا نام ہے تو ایک چور بھی ملہم کہلا سکتا ہے کیونکہ وہ بسا اوقات فکر کر کے اچھے اچھے طریق نقب زنی کے نکال لیتا ہے اور عمدہ عمدہ تدبیریں ڈاکہ مارنے اور خون ناحق کرنے کی اس کے دل میں گزر جاتی ہیں۔ تو کیا لائق ہے کہ ہم ان تمام ناپاک طریقوں کا نام الہام رکھ دیں؟ ہرگز نہیں ...... الہام کیا چیز ہے؟ وہ پاک اور قادر خدا کا ایک برگزیدہ بندہ کے ساتھ یا اس کے ساتھ جس کو برگزیدہ کرنا چاہتا ہے ایک زندہ اور باقدرت کلام کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے ...... خدا کے الہام میں یہ ضروری ہے کہ جس طرح ایک دوست دوسرے دوست سے مل کر باہم ہمکلام کرتا ہے اسی طرح ربّ اور اس کے بندے میں ہم کلامی واقع ہو۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 437 تا 440)

اور اپنا ذاتی تجربہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

”وحی آسمان سے دل پر ایسی گرتی ہے جیسے کہ آفتاب کی شعاع دیوار پر۔ میں ہر روز دیکھتا ہوں کہ جب مکالمہ الٰہیہ کا وقت آتا ہے تو اوّل یک دفعہ مجھ پر ایک ربودگی طاری ہوتی ہے۔ تب میں ایک تبدیل یافتہ چیز کی مانند ہو جاتا ہوں اور میری حس اور میرا ادراک اور ہوش گو بگفتن باقی ہوتا ہے مگر اس وقت میں پاتا ہوں کہ گویا ایک وجود شدید الطاقت نے میرے تمام وجود کو اپنی مٹھی میں لے لیا ہے اور اس وقت احساس کرتا ہوں کہ میری ہستی کی تمام رگیں اس کے ہاتھ میں ہیں اور جو کچھ میرا ہے اب وہ میرا نہیں بلکہ اس کا ہے۔ جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو اس وقت سب سے پہلے خدا تعالیٰ دل کے ان خیالات کو میری نظر کے سامنے پیش کرتا ہے جن پر اپنے کلام کی شعاع ڈالنا اس کو منظور ہوتا ہے ...... اور ایسا ہوتا ہے کہ جب ایک خیال .... دل میں آیا تو جھٹ اس پر ایک ٹکڑا کلام الٰہی کا ایک شعاع کی طرح گرتا ہے اور بسا اوقات اس کے گرنے کے ساتھ تمام بدن ہل جاتا ہے۔“

(برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 22۔ حاشیہ)

اس تحریر میں حضرت مسیح موعودؑ نے الہام کی جو قسم بیان فرمائی ہے یہ وحی الٰہی کی متعدد اقسام میں سے ایک قسم ہے اور دوسری جگہ آپ نے دوسری اقسام کا بھی ذکر فرمایا ہے مگر بہرحال آپ نے اس خیال کو سختی کے ساتھ ردّ فرمایا ہے کہ دل میں گزرنے والے خیالات کا نام ہی الہام ہے اور آپ نے اپنی متعدد کتب میں الہام الٰہی کی اقسام اور اس کی نشانیاں اور اس کے پرکھنے کے طریقے بھی بیان فرمائے ہیں مگر اس مختصر رسالہ میں ان سارے مضامین کی گنجائش نہیں۔

جہاد کی حقیقت

ایک اور اہم مسئلہ جس میں موجودہ زمانہ کے مسلمان سخت غلطی میں مبتلا تھے جہاد کا مسئلہ ہے۔ مسلمانوں کا عام طور پر یہ خیال ہو رہا تھا کہ دین چونکہ ایک سچائی ہے اس لئے اس کے معاملہ میں جبر کرنا جائز ہے اور یہ کہ اسلام نے دوسری قوموں کے خلاف تلوار اٹھانے کی تحریک کی ہے اور اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کا یہ عقیدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک مہدی کو مبعوث کرے گا جو روئے زمین کے تمام کافروں کے ساتھ جنگ کر کے یا تو انہیں مسلمان بنا لے گا اور یا تلوار کی گھاٹ اتار دے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن و حدیث اور عقل خداداد سے اس بات کو ثابت کیا کہ یہ عقیدہ صحیح اسلامی تعلیم کے سراسر خلاف اور دنیا میں سخت فتنہ و فساد کا باعث ہے۔ قرآن شریف صاف اور صریح الفاظ میں تعلیم دیتا ہے کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (البقرہ: 257) یعنی دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہونا چاہئے اور قرآن و حدیث اور تاریخ ہر سہ سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو تہ تیغ کرنے یا ان کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے تلوار نہیں اٹھائی تھی بلکہ کفار کے مظالم اور خونی کارروائیوں سے تنگ آکر محض دفاع کے طور پر تلوار اٹھائی تھی اور مہدی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے ثابت کیا کہ یہ خیال قطعاً درست نہیں کہ اسلام نے کسی خونی مہدی کا وعدہ دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی خبر نہیں دی۔ بے شک آپ نے ایک مہدی کی پیشگوئی فرمائی تھی مگر ساتھ ہی فرما دیا تھا کہ مہدی اور مسیح موعود ایک ہی وجود ہیں اور یہ کہ جنگ کرنا تو درکنار مسیح موعود ایسے زمانہ میں ظاہر ہوگا کہ جو امن کا زمانہ ہوگا اور اس کی جنگ دلائل اور براہین کی جنگ ہوگی نہ کہ نیزہ و تلوار اور تیر و تفنگ کی۔

آپ نے فرمایا کہ خدائی پیشگوئیوں میں بسا اوقات استعارہ کے رنگ میں کلام ہوتا ہے مگر ناسمجھ لوگ اسے حقیقت پر محمول کر لیتے ہیں چنانچہ مسیح و مہدی کے متعلق جو اس قسم کے الفاظ آتے ہیں کہ اس کے دم سے کافر مریں گے یا یہ کہ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا وغیرہ وغیرہ اس سے کم علم لوگوں نے خیال کر لیا کہ شاید ان الفاظ میں ایک جنگ کرنے والے مصلح کی خبر دی گئی ہے حالانکہ یہ سب استعارے تھے جن سے نشانات اور دلائل کی جنگ مراد تھی نہ کہ تیر و کمان کی جنگ۔ چنانچہ اگر ایک طرف مسیح و مہدی کے متعلق اس قسم کے جنگی الفاظ بیان ہوئے ہیں تو دوسری طرف اسلامی پیشگوئیوں میں صراحت کے ساتھ یہ بھی مذکور ہے کہ مسیح کا کام امن کے طریق پر ہوگا اور اس کے زمانہ میں جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے گی۔ علاوہ ازیں جب قرآن شریف نے اصولی طور پر یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ دین کے معاملہ میں جبر جائز نہیں تو اب کسی پیشگوئی کے ایسے معنے کرنا جو اس اصولی تعلیم کے خلاف ہوں ہرگز درست نہیں ہو سکتا۔ عقلاً بھی آپ نے بتایا کہ جبر کا طریق نہ صرف فتنہ و فساد کا طریق ہے بلکہ اس کے نتیجہ میں کبھی بھی دلوں کی اصلاح جو دین کی اصل غرض و غایت ہے حاصل نہیں ہو سکتی۔

آپ نے فرمایا کہ بے شک جہاد کا مسئلہ سچا اور برحق ہے مگر اصل جہاد نفس کا جہاد اور تبلیغ کا جہاد ہے۔ اور تلوار کا جہاد صرف ان حالات میں جائز ہے جبکہ کوئی قوم اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنے کے لئے ان کے خلاف تلوار اٹھائے۔ اس صورت میں بے شک ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ امام وقت کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر اسلام سے اس خطرہ کو دور کرے اور تلوار کا جواب تلوار سے دے۔ مگر یونہی غازی نام رکھ کر کفار کو مارتے پھرنا یا لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے تلوار اٹھانا اسلام کی تعلیم اور اسلام کی روح اور اسلام کی غرض و غایت سے اسی طرح دور ہے جس طرح ایک بوسیدہ روئیدگی کی بُو تازہ پھولوں کی خوشبو سے دور ہوتی ہے۔

موجودہ زمانہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اس وقت نہ صرف وہ حالات موجود نہیں جن میں جہاد بالسیف جائز ہوتا ہے بلکہ خدا نے اپنے مسیح کو بھیج کر اس زمانہ میں امن کا سفید جھنڈا بلند کیا ہے۔ پس جو شخص اب بھی خونی جہاد کے خیالات کو ترک نہیں کرے گا اس کے لئے ذلت اور ناکامی مقدر ہے۔ فرماتے ہیں:۔

ایسا گماں کہ مہدیٔ خونی بھی آئے گا
اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائے گا
اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
بہتاں ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں
فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰؐ
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التواء
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

وفات مسیح اور عدم رجوع موتیٰ

ایک اور غلط عقیدہ جس کی حضرت مسیح موعودؑ نے اصلاح فرمائی وہ حضرت مسیح ناصری کی حیات کا عقیدہ تھا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ حضرت مسیح ناصری فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا نے ان کو صلیب کے واقعہ سے بچا کر آسمان پر اٹھا لیا تھا اور وہ آخری زمانہ میں زمین پر دوبارہ نازل ہوں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن و حدیث سے ثابت کیا کہ یہ عقیدہ بالکل غلط اور باطل ہے بلکہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل کر کشمیر کی طرف آ گئے تھے اور وہیں ایک سو بیس سال کی عمر میں اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے۔

اسی ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی ثابت کیا کہ یہ خیال اگر حضرت مسیح ناصری فوت بھی ہو چکے ہیں تو پھر بھی خدا انہیں دوبارہ زندہ کر کے دنیا میں واپس لے

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر188

عہدِ خلافت خامسہ میں عربی زبان میں کتب اور تراجم کی اشاعت(7)

گزشتہ چھ قسطوں میں ہم نے عہدِ خلافتِ خامسہ میں عربی زبانی میں مختلف کتب اور تراجم کی اشاعت کے کام کا ذکر کیا تھا۔اس سلسلہ کی آخری قسط میں ایسی عربی کتب، تراجم اور دیگر لٹریچر کے بارہ میں تفصیل پیش کی جائے گی جو تیاری کے مراحل سے گزررہا ہے۔

کتب جو ترجمہ مکمل ہونے پر طباعت کے لئے تیاری کے مراحل میں ہیں

☆ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل کتب کی تالیف یا تراجم کا کام مکمل ہو چکا ہے اور وہ نظر ثانی اور تیاری کے مراحل سے گزررہی ہیں۔

سیرت حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا

مکرم محمد احمد نعیم صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سیرت حضرت اماں جان رضی اللہ عنہ کے بارہ میں ایک چھوٹی کتاب کے ترجمہ کی درخواست کی تو حضور انور نے فرمایا کہ چھوٹی کی بجائے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی سیرت کی بڑی کتاب کا ترجمہ کریں۔ اس پر مکرم نعیم صاحب نے اس ضخیم کتاب کا ترجمہ کیا ہے جو ابھی تیاری کے مراحل سے گزررہا ہے۔

دینی معلومات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے عربوں کی تعلیم وتربیت کے لئے دینی معلومات کی ایک کتاب تیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔ یہ کام مکرم محمد احمد نعیم صاحب کے سپرد ہوا اور اب بفضلہٖ تعالیٰ یہ کتاب بھی اشاعت کے لئے تیاری کے مراحل سے گزررہی ہے۔

اسی اثناء میں مکرم میر انجم پرویز صاحب مبلغ سلسلہ نے سیریا میں مقامی ضرورت کے تحت خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت شائع ہونے والے دینی معلومات کے کتابچہ کا ترجمہ کرلیا تھا جسے حضور انور نے عربی ویب سائٹ پر ڈالنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

محضر نامہ

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے محضر نامہ کے ترجمہ کا ارشاد فرمایا تو یہ کام خاکسار (محمد طاہر ندیم) کو دیا گیا۔اور بفضلہٖ تعالیٰ اس کتاب کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔

جن کتب کے تراجم کا کام جاری ہے

مکتوبات احمدیہ

حضور انور کے حسب ہدایت مکتوبات احمدیہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسائل کا مجموعہ) کا عربی ترجمہ کی تیاری بھی ہورہی ہے۔ یہ ترجمہ مکرم حافظ عبد الحی صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم میر انجم پرویز صاحب کررہے ہیں۔

مکتوبات احمدیہ پر ایک تبصرہ

مکرم بشیر عابدین صاحب آف شام کو بھی بعض تراجم کی نظر ثانی کی توفیق ملی ہے۔انہوں نے اس بارہ میں جولکھ بھیجا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ:

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے مجھے بعض عربی کتب کے تراجم کی نظر ثانی کا شرف عطا فرمایا۔ ہر ترجمہ ہونے والی کتاب ہی معارف وفیوض کے چشمے لئے ہوئے ہے جس کے مطالعہ سے ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔مکتوبات احمدیہ کے بعض حصوں کا ترجمہ پڑھتے ہوئے مجھے یہ احساس ہوا جیسے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک میں ہوں اور حضور علیہ السلام کو جملہ دینی مہمات سرانجام دیتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ یہ ایک عجیب احساس ہے جو ان خزانوں کو پڑھنے سے نصیب ہوتا ہے۔

تذکرہ

حضور انور نے مکرم عبد المؤمن صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشوف والہامات اور رؤیا کے مجموعہ ''تذکرہ'' کے ترجمہ کا ارشاد فرمایا جس پر کام جاری ہے۔

سیرت المہدی

حضور انور کے ارشاد کے مطابق سیرت المہدی کا ترجمہ خاکسار (محمد طاہر ندیم) کے سپرد ہوا ہے۔ حضور انور نے فرمایا ہے کہ یہ ساتھ کے ساتھ التقویٰ میں بھی چھپتا جائے۔اب ان شاء اللہ التقوی کی نئی جلد (جو مئی میں شروع ہوتی ہے) سے قسط وار اسکی اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہوجائے گا۔

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عربی زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر مفصل طور پر اس وقت صرف ایک ہی کتاب ہے جو مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کی تالیف ہے۔اس کتاب میں تاریخی اور تبلیغی پہلو نمایاں ہے نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل کے بارہ میں علمی بحوث شامل ہیں۔2011 میں خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق وصفات اور شمائل وخصائل کے حوالے سے سیرت کے درخشندہ پہلوؤں کے بیان پر مشتمل آپ کی سیرت کی عربی زبان میں تیاری کی درخواست کی تھی، جسے حضور انور نے ازراہِ شفقت منظور فرمالیا۔اب بفضلہٖ تعالیٰ اس کتاب کی تیاری کا کام بھی جاری ہے۔

شہدائے لاہور کا ذکر خیر

شہدائے لاہور کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطب پر مشتمل کتاب کا عربی ترجمہ بھی تیاری کے مراحل میں ہے۔

مسئلہ تناسخ

نیز مکرم حافظ عبد الحی صاحب کا دمشق یونیورسٹی میں پیش کیا جانے والا تناسخ کے موضوع پر مقالہ اور اسی موضوع پر مکرم خالد عزام ابوحیان صاحب آف سیریا کی کتاب بھی اشاعت کے مراحل سے گزررہی ہیں۔

اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر کی تدوین

مکرم علاء نجمی صاحب اور مکرم عبد القادر مدلل صاحب نے مختلف عرب ممالک سے مخلصین کی ایک ٹیم بنائی اور الحوار المباشر کی تدوین کا کام شروع کیا۔اب تک انہوں نے الحوار المباشر کے اکثر پروگرامز کو سن کر لکھ لیا ہے،اور نظر ثانی کا کام بھی مکمل ہورہا ہے۔جس کے بعد اسے عربی ویب سائٹ پر ڈال دیا جائے گا۔

بعض عرب احباب کے تراجم

عرب احباب جہاں عربک ڈیسک کے تحت ہونے والے تراجم کی نظر ثانی کا کام بڑی محنت سے سرانجام دے رہے ہیں وہاں ان میں سے انگلش جاننے والے احباب سلسلہ کے انگریزی زبان میں موجود لٹریچر کا عربی ترجمہ کرنے میں بھی پیش پیش ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عہد مبارک میں ان عرب احباب کو بھی مختلف کتب کے ترجمہ کا کام تفویض ہوا جسکا مختصرًا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

مکرمہ ریم شریقی صاحبہ کے تراجم

مکرمہ ریم شریقی صاحبہ سیرین نو احمدی ہیں جن کی شادی مراکش کے مخلص احمدی مکرم ابراہیم اِخلف صاحب کے ساتھ ہوئی اور آجکل لندن میں ہی مقیم ہیں۔جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ انہوں نے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان رضی اللہ عنہ کی کتاب My Mother کا عربی ترجمہ کیا تھا جو چھپ چکا ہے۔اس کے بعد انہوں نے مندرجہ ذیل کتب کے تراجم کئے ہیں جو ابھی تیاری کے مراحل سے گزررہے ہیں:

1۔ Muhammad the Liberator of Women تالیف: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

2۔ Muhammad: Seal of the Prophets تالیف: چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحبؓ

3۔ Woman in Islam تالیف: چودھری محمد ظفر اللہ خانصاحبؓ

4۔ Holy Prophet's Kindness to Children تالیف: رشید احمد چودھری صاحب

مکرم ڈاکٹر وسام البراقی صاحب کے تراجم

ڈاکٹر وسام البراقی صاحب سیرین احمدی ہیں۔ کچھ عرصہ قطر میں بطور ڈاکٹر کام کرتے رہے ہیں جہاں انہیں بطور صدر جماعت بھی خدمت کی توفیق بھی ملی۔

محترم حلمی الشافعی صاحب مرحوم نے Iain Adamson کی کتاب **A Man of God** کے پہلے دوتین ابواب کا ترجمہ کیا تھا جو اُس وقت التقویٰ رسالہ میں چھپ گیا تھا۔اس کتاب کے باقی حصہ کا ترجمہ مکرم ڈاکٹر وسام البراقی صاحب نے کیا ہے۔

علاوہ ازیں ڈاکٹر صاحب نے تحریک ''وقفِ نو'' کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے چار خطبات کو انگریزی سے عربی میں ترجمہ کرنے کی درخواست کی تھی جسے حضور انور نے منظور فرمایا اور اب ڈاکٹر صاحب نے یہ ترجمہ بھی مکمل کرلیا ہے۔

مکرمہ فجر عطایا صاحبہ کا ترجمہ

مکرمہ فجر عطایا صاحبہ مکرم تمیم ابودقہ صاحب کی اہلیہ اور مرحوم حلمی الشافعی صاحب کی نواسی ہیں۔انہوں نے حضور انور سے Iain Adamson کی کتاب **Ahmad, The Guided One** کے ترجمہ کی منظوری لی تھی اور اب انہوں نے یہ ترجمہ مکمل کرلیا ہے۔

عہدِ خلافتِ خامسہ کے دوران عربی کتب، تراجم اور لٹریچر کی تیاری کے مفصلہ بیان کے آخر پر ان کاموں کے وسیع پیمانے پر ہونے کے بعض عوامل و اسباب اور بعض احباب کے تبصرہ جات درج کرنا قارئین کرام کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔

ترجمہ کے کام میں غیر معمولی وسعت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خلافت کے 9 سالوں میں اردو انگریزی اور دیگر زبانوں میں تالیف وترجمہ کا جو کام ہوا اس کی طویل فہرست ایک علیحدہ مضمون کی متقاضی ہے لیکن چونکہ ہم عربی زبان میں تالیف اور ترجمہ کے میدان میں ہونے والے کام کے بارہ میں بات کررہے ہیں جو بفضلہٖ تعالیٰ بہت وسیع پیمانے پر ہوا اور بے شمار ثمرات کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔شاید کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ یہ سارا کام کیسے ہوا؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ہر کام کا خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک وقت ہوتا ہے۔ جب وہ وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کام کے لئے تمام ضروری امور خود میسر فرما دیتا ہے۔ ایک دو عوامل کا ذکر کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

1۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم ذکر کر آئے ہیں کہ حضور انور نے مسند خلافت پر فائز ہونے کے بعد فرمایا تھا کہ میرے عہد میں عربوں میں تبلیغ کے دروازے کھلیں گے۔ نیز مکرم عبد المؤمن صاحب طاہر انچارج عربی ڈیسک کو شروع میں ہی فرمایا تھا کہ آپ کے شعبہ کا کام بہت بڑھنا ہے۔اور ظاہر ہے یہ باتیں حضور انو ر نے الٰہی اشاروں کی بناء پر ہی فرمائی تھیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور پھر ان تمام کاموں کے لئے ہر ضروری سہولت میسر آتی گئی۔ فالحمدللہ۔

2۔ ترجمہ کے کام میں تیزی کی ایک بڑی وجہ خطبات جمعہ کے ترجمہ کی برکت سے پیدا ہوئی۔شروع شروع میں جب حضور انور کی طرف سے خطبات جمعہ کے ترجمہ کا کام عربک ڈیسک کے سپرد ہوا تو بمشکل دو دن میں ایک خطبہ کا ترجمہ ہو پاتا تھا۔ آہستہ آہستہ پریکٹس ہوتی رہی اور یہ رفتار بڑھتی گئی۔اور اب بفضلہٖ تعالیٰ خطبہ جمعہ کا ترجمہ محض چند گھنٹوں میں مکمل ہوجاتا ہے۔خطبات جمعہ کے ترجمہ کے کام کی برکت سے ہماری ترجمہ کرنے کی صلاحیت اور رفتار میں غیر معمولی تیزی آگئی اور کتب کے ترجمہ کا کام بسرعت انجام پذیر ہونے لگا۔

3۔ ایک اہم عامل کمپیوٹر پر ترجمہ کا کام کرنا اور انٹرنیٹ کی سہولت کا میسر آنا بھی ہے۔قبل ازیں ترجمہ ہونے کے بعد کسی کو ارسال کرنے کے لئے پڑا رہتا تھا۔پھر ارسال ہونے کے بعد پہلا نظر ثانی کرنے والا شخص اپنے وقت کے حساب سے یہ کام سرانجام دے کر واپس بھیجتا تھا۔پھر درستیاں لگا کر دوسرے شخص کو ارسال کیا جاتا۔یوں بہت سا وقت لگ جاتا تھا۔اب خدا کے فضل سے ایک لمحے میں فائل بذریعہ ای میل بھیج دی جاتی ہے اور ایک دو گھنٹے میں نظر ثانی کے بعد واپس بھی آجاتی ہے۔

4۔ تراجم کی نظر ثانی کرنے والے مخلصین۔
ترجمہ کے کام کی تیزی میں ان مخلصین عرب احباب کا بھی بہت اہم کردار ہے جو ان تراجم کی نظر ثانی کا کام کرنے کی سعادت پا رہے ہیں۔اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس نے خلافت خامسہ کے عہد مبارک میں تراجم کی نظر ثانی کے لئے مخلص اور عربی زبان کے لحاظ سے قابل افراد بہم پہنچا دیئے ہیں۔یہ احباب اپنے اپنے کام بھی کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ اپنی اولین فرصت میں عربک ڈیسک کی طرف سے بھیجے ہوئے تراجم کی بڑی محنت اور عرقریزی کے ساتھ نظر ثانی کر کے ارسال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔فجزاہم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔

ناانصافی ہوگی اگر اس مضمون میں ان احباب کا ذکر نہ کیا جائے۔ان احباب کے اسماء گرامی یہ ہیں:

مکرم ہانی طاہر صاحب (عربک ڈیسک)، مکرم تمیم ابودقہ صاحب (اردن)، مکرم خالد عزام ابوحیان صاحب (شام)، مکرم ڈاکٹر حاتم الشافعی صاحب (مصر)، مکرم ڈاکٹر علی البراقی صاحب (شام)، مکرم ڈاکٹر وسام البراقی صاحب (شام)، مکرم فتحی عبدالسلام صاحب (مصر)، مکرم ہانی الزہیری صاحب (مصر)، مکرم علاء نجمی صاحب (کبابیر)، مکرم معتز القزق صاحب (شام)، مکرم غسان النقیب صاحب (شام)، مکرم حسام النقیب صاحب (شام)، مکرم بشیر عابدین صاحب (شام)، مکرم ملحم العدس صاحب (شام)، مکرم محمد العانی صاحب (شام) وغیرہ۔

علاوہ ازیں پاکستان اور دیگر ممالک سے بھی احباب کرام تحقیقی حوالہ جات، کتب کے تفصیلی انڈیکس کی تیاری، نیز تیاری وطباعت کے مراحل میں تعاون کرنے والے یہ احباب بھی اس فہرست کا حصہ ہیں:
ربوہ سے سید عبدالحی شاہ صاحب مرحوم، مکرم سید محمود احمد ناصر صاحب، مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب، مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب، نیز کبابیر سے مکرم موسیٰ اسعد عودہ صاحب، مکرم عبداللہ اسعد عودہ صاحب اور مکرم فلاح الدین عودہ صاحب کی طرف سے علمی، لغوی اور تحقیقی امور کے بارہ میں تعاون حاصل رہا۔

لندن سے مکرم سید عاشق حسین شاہ صاحب نے فارسی نظموں، فقروں اور محاوروں کے اردو ترجمہ کے بارہ میں بہت مدد کی ہے۔

سیریا کے مبلغین کرام مکرم حافظ عبدالحئ بھٹی صاحب، مکرم میر انجم پرویز صاحب، مکرم طارق حیات صاحب، مکرم شیخ مسعود احمد صاحب، مکرم سید عمران شاہ صاحب، مکرم طارق خلیل صاحب، مکرم فرید شمس صاحب اور مکرم ایم بی طاہر صاحب نے کتب کے انڈیکس کے ترجمہ اور ان کی تیاری کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

بعض تبصرے

❁ مکرم تمیم ابودقہ صاحب لکھتے ہیں کہ ترجمہ کا کام تجربہ، قابلیت اور محنت کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ نے مترجمین کو توفیق عطا فرمائی ہے کہ خاص تائید الٰہی سے انہوں نے قریب ترین معنی کو عربی زبان میں منتقل کرنے کی سعی کی ہے۔

مَیں پورے یقین سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ اعلیٰ درجہ کا کام محض خدا کے فضل سے انجام پذیر ہو رہا ہے۔گو ترجمہ میں اصل اردو تحریر کا حسن اور اسلوب تو قائم نہیں رہ سکتا تاہم قریب ترین مفہوم کی ادائیگی متاثر نہیں ہوئی۔ترجمہ کے اس کام نے علمی دلائل اور روحانی خزائن کو اسلامی ممالک میں پھیلانے کے دروازے کھول دیئے ہیں جو یقیناً اس عظیم انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوں گے جس کا وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیا گیا ہے۔

❁ مکرم فتحی عبدالسلام نے لکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عہد مبارک میں اردو زبان میں خدا تعالیٰ کے عطا کردہ وہ لاکھوں نکات معرفت اور اسرارِ الٰہیہ اور قیمتی موتی عربی میں ترجمہ ہوئے جن کی عربی زبان مستحق تھی۔حضرمسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی کتب سے یہ اسرار و معارف ترجمہ ہوکر عرب دنیا کے استفادہ کے لئے میسر ہوگئے ہیں۔فالحمدللہ علی ذلک۔

❁ مکرم **ملحم العدس** صاحب نے شام سے لکھا: بعض تراجم کی نظر ثانی سے قبل میں سمجھتا تھا کہ مجھے جماعت کے عقائد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل پر کافی اطلاع ہے۔لیکن جب بھی کسی کتاب کا ترجمہ پڑھتا ہوں تو ایسے لگتا ہے کہ جیسے میں اس سے قبل بہت سے امور کے بارہ میں لاعلم اور جاہل تھا۔ہر کتاب پڑھنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم صادق پر ایمان اور مضبوط ہو جاتا ہے۔مختصر یہ کہ آخری زمانے میں مال کی کثرت کا وعدہ پورا ہوگیا ہے اور یہ روحانی مال پانی کی طرح بہہ رہا ہے۔کاش کہ علمائے سوء اپنی آنکھوں سے تعصب کی پٹیاں اتار کر ان خزائن کو پہچان سکیں اور ان سے فائدہ اٹھا کر اپنی دنیا وعاقبت سنوارنے والے بنیں۔

❁ مکرم بشیر عابدین صاحب نے شام سے لکھا:
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربوں سے محبت آپ کے اقوال اور تحریرات سے بخوبی عیاں ہوتی ہے۔اسی طرح آپ کے خلفاء کا عربوں کو نوازنا اسی محبت کا پرتو ہے۔یہ محبت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے عہد مبارک میں اس قدر نمایاں ہوئی ہے کہ ہم بلاجھجک اسے عربوں کو نوازنے کا عہد کہہ سکتے ہیں۔حضور انور نے عربوں پر احسان فرمایا کہ ان کے لئے چوبیس گھنٹے چلنے والے ایک علیحدہ چینل کا اجراء فرمادیا جس نے عرب دنیا میں ایک زلزلہ پیدا کر دیا ہے۔حضور انور کی عربوں پر شفقتوں کا سلسلہ جاری رہا اور آپ نے اردو زبان میں معارف کے اعلیٰ اور نفیس موتیوں کے عربی ترجمہ کا ارشاد فرمایا تا ایک طرف تو حق کے طالبوں کی پیاس بجھ سکے اور دوسری طرف ان علمائے سوء کی افتراء پردازیوں کا سد باب ہو جو اردو کتب کی بعض عبارات کو لے کر اعتراضات کرتے رہتے تھے۔ان کتب کا ترجمہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو مسکت جواب دینا مشکل تھا۔اب جبکہ یہ کتب ترجمہ ہوکر منظر عام پر آنا شروع ہوگئی ہیں تو ان کے ساتھ زبان دراز معترضین کی زبانیں کٹتی جارہی ہیں۔

جن ایام میں مجھے بعض کتب کی نظر ثانی کی توفیق ملتی ہے وہ میرے لئے عجیب روحانیت سے بھرپور ایام ہوتے ہیں۔ان علمی وروحانی معارف سے فیض حاصل کرنے کے دوران اور ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے کسی ٹھنڈے اور میٹھے پانیوں کے چشموں سے سیراب ہو رہا ہوں اور نایاب اور شیریں پھل کھا رہا ہوں۔

(باقی آئندہ)

……❁……❁……❁……❁……

تنزانیہ کے ڈوڈومہ ریجن میں امن کانفرنس کا انعقاد

(رپورٹ: میاں غلام مرتضیٰ - ریجنل مبلغ ڈوڈومہ ریجن)

دنیا کو اس وقت پُرامن رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور دنیا میں واحد جماعت احمدیہ ہے جو حقیقی طور پر امن قائم رکھنے اور امن کی تعلیم کو پھیلانے میں مصروف عمل ہے۔جماعت احمدیہ قرآن پاک کی اصل امن وسلامتی کی تعلیم کو سکھا بھی رہی ہے اور احباب جماعت اپنے عملی نمونوں سے ثابت بھی کر رہے ہیں۔اور امن وسلامتی کے ساتھ دنیا کو امتِ واحدہ بنانے میں مصروف ہیں۔

اس سال جماعت احمدیہ تنزانیہ کو مختلف صوبوں میں امن کانفرنس کرنے کی توفیق ملی۔اسی سلسلہ میں جماعت احمدیہ ڈوڈومہ کو بھی 19 نومبر کو امن کانفرنس کرنے کی توفیق ملی۔باقاعدہ دعوت نامے چھپوائے گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان دعوت ناموں کی تقسیم کے دوران بہت ساری معزز شخصیات تک جماعت کا تفصیلی پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ان میں خاص طور پر جن لوگون سے ملاقات کی گئی ان میں تین نائب وزراء، نائب سپیکر نیشنل اسمبلی، 20 ممبر پارلیمنٹ، C.C.M. (حکومتی پارٹی) کے ریجنل صدر اور نائب صدر، اپوزیشن پارٹی Chadema کے صدر، نائب صدر، ریجنل کمشنر صاحبہ، ڈوڈومہ ریجن کے چار اضلاع کے کمشنر صاحب اور 20 کونسلرز صاحبان، 3 یونیورسٹیوں کے 36 پروفیسرز، ڈاکٹر صاحبان، مختلف مذاہب کے لیڈران تک دعوت نامے پہنچائے گئے۔

مورخہ 19 نومبر کو شام ساڑھے چار بجے امن کانفرنس کا آغاز کیا گیا۔تلاوت قرآن پاک اور سواحیلی ترجمہ کے بعد مکرم وسیم احمد صاحب مربی سلسلہ دارالسلام نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے منظوم کلام کو سواحیلی میں ترنم کے ساتھ پیش کیا۔

پروگرام کے مطابق کیتھولک چرچ، بپٹسٹ چرچ اور تنزانیہ میں مسلمانوں کی تنظیم Bakwata کے ریجنل شیخ صاحب (مولوی) کو تقاریر کرنے کا موقع دیا گیا۔ان تقاریر کرنے والوں نے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ مسلم جماعت احمدیہ واقعتاً اپنے ماٹو: Love for all Hatred for none کا عملی اظہار اس کانفرنس کے ذریعے کر رہی ہے جس میں دوسرے مذاہب کے نمائندگان کو آزادی کے ساتھ اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ دیا گیا اور سنا گیا۔

اس کے بعد مکرم محمد اکرم احمدی صاحب نائب امیر U.K. نے خطاب کیا۔آپ نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کے ادارہ IAAAE کا تعارف کرایا اور کہا کہ جماعت احمدیہ دنیا میں خدمتِ خلق اور لوگوں کی بنیادی ضروریات پوری کرنے میں مصروف عمل ہے۔اور اسی خدمتِ خلق سے ہی دنیا میں امن قائم کیا جا سکتا ہے۔اسی جذبہ کے تحت جماعت احمدیہ کا یہ ادارہ بغیر کسی رنگ ونسل اور مذہبی تفریق کے خدمت بجالا رہا ہے۔

اس کے بعد مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر و مشنری انچارج تنزانیہ نے حاضرین سے خطاب کیا۔اور کہا کہ تنزانیہ اس سال اپنی آزادی کی پچاسویں سالگرہ منا رہا ہے۔اس سلسلہ میں جماعتی خدمات کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ کس طرح تحریک آزادی سے لے کر اب تک افراد جماعتِ احمدیہ اپنا بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔

آپ نے بتایا کہ تنزانیہ کی 50 سالہ تاریخ گواہ ہے کہ افراد جماعت احمدیہ ہمیشہ امن سے رہے اور کبھی قانون شکنی نہیں کی۔آپ نے تنزانیہ میں رہنے والے ہر فرد کو یہ پیغام دیا کہ مذہب، رنگ ونسل اور ہر قسم کی تفریق کو چھوڑ کر امن قائم رکھنے کی بھرپور کوشش کریں۔

اس کے بعد ریجنل ایڈمنسٹریٹر Rehema Madenge صاحبہ نے خطاب کیا۔آپ نے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ مذہب امن قائم رکھنے اور امن کو خراب کرنے میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔اسی لئے مذہبی لیڈران کو امن قائم رکھنے کے لئے بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے۔

اس کے علاوہ Kongwa اور Mpwapwa اضلاع کے کمشنر صاحبان، اضلاع کے میئر اور نائب میئر صاحبان اور اعلیٰ شخصیات بھی تقریب میں شامل ہوئیں۔اسی طرح 10 ڈاکٹرز، 11 پروفیسرز، 12 کونسلرز، پولیس وآرمی اور دیگر اعلیٰ عہدوں پر فائز شخصیات شامل ہوئیں۔اس تقریب میں میڈیا کے نمائندگان بھی شامل ہوئے: اخبار Uhuru، Majira اور Nipashe میں خبریں شائع ہوئیں۔ان کے علاوہ ریڈیو فری افریقہ اور Star T.V. نے اپنی نیوز میں امن کانفرنسکی تفصیلی خبریں دیں۔

آخر پر تمام احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری معمولی کوششوں کو قبول فرمائے اور بہترین پھلوں سے نوازے۔

……❁……❁……❁……❁……

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض صحابہ کے قبول احمدیت اور جرأت ایمانی اور شجاعت اور دلیری کے ایمان افروز واقعات، جنہوں نے ہر قسم کی سختیوں کو برداشت کیا لیکن اپنے ایمان پر آنچ نہیں آنے دی۔

آج 123 سال گزرنے کے بعد بھی احمدیوں کے خلاف ایسی ہی سختیاں روا رکھی جا رہی ہیں۔ لیکن احمدیت کا قافلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سب مخالفت کے باوجود آگے سے آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے اور ان شاء اللہ بڑھتا چلا جائے گا۔

دنیا میں ہر جگہ احمدی اپنے ایمان کے اظہار میں پختہ تر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سامنے رکھتے ہیں کہ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ۔ خوف ہے تو خدا کا، نہ کہ کسی مخلوق کا۔

مکرم چوہدری محمد اکرم صاحب ابن مکرم محمد یوسف صاحب آف نوابشاہ کی شہادت۔ شہید مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 2/ مارچ 2012ء بمطابق 2/ امان 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج مَیں پھر صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ واقعات پیش کروں گا جو ان کے احمدیت قبول کرنے کے بعد جرأت اور شجاعت کے متعلق ہیں۔ نیز ان سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کتنی گہرائی میں وہ دین کو سمجھنے، قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرتے تھے اور جب ایک دفعہ سمجھ آ جاتی تھی اور قبول کر لیا تو پھر اس راہ کی ہر تکلیف اور ہر ظلم کو انہوں نے برداشت کیا۔ رجسٹر روایات صحابہ سے مختلف عنوانوں کے تحت میں نے واقعات اکٹھے کروائے ہیں جو مختلف وقتوں میں پیش کرتا رہوں گا۔

بہرحال اس وقت چند واقعات ہیں جن سے اُن کی شجاعت اور دلیری کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

میاں عبدالعزیز صاحب المعروف مغل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''مَیں اور ایوب بیگ، مولوی عبداللہ ٹونکی کے مکان پر گئے اور مولوی عبداللہ ٹونکی کو مرزا ایوب بیگ صاحب نے پوچھا کہ آپ نے ہم کو اور ہمارے آقا کو یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کافر کیوں کہا ہے؟ مولوی صاحب اورینٹل کالج میں عربی کے پروفیسر تھے اور فتویٰ کفر میں انہوں نے بھی اپنی مہر ثبت کی تھی۔ مرزا صاحب کے سوال پر (یعنی مرزا ایوب بیگ کے سوال پر) اُس نے کہا کہ چونکہ (فلاں فلاں مولوی)، مولوی غلام دستگیر قصوری، مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی نذیر حسین دہلوی، مولوی عبدالجبار غزنوی نے فتویٰ دیا ہے اس لئے مَیں نے بھی لکھ دیا۔ تو حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب نے اس کو کہا بڑی دلیری سے کہ چونکہ یہ تمام جہنم میں جائیں اس لئے آپ بھی ساتھ (جہنم میں) جائیں۔ اس پر کہنے لگا مَیں نے غلطی کی ہے۔ مَیں نے مرزا صاحب کی کتابوں کو نہیں دیکھا۔ اس پر ہم دونوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب کتابیں جو اُس وقت لکھی جا چکی تھیں، اُس کے گھر جا کر دے آئے اور تین مہینے کے لئے اُس سے کہہ دیا کہ آپ ان کا مطالعہ فرما لیں۔ تین ماہ کے بعد ہم پھر گئے۔ پھر کہنے لگا کہ آپ بچے ہیں۔ (یہ دونوں نوجوان تھے۔ ان کو کہنے لگا کہ آپ بچے ہیں۔) ابھی آپ نہیں سمجھ سکتے۔ (کہتے ہیں) مرزا (ایوب بیگ) صاحب نے فرمایا کہ بی۔ اے پاس تو مَیں ہوں۔ (پڑھا لکھا ہوں، بی۔ اے پاس ہوں۔) اگر انگریزی آپ نے پڑھنی ہے تو مجھ سے پڑھ سکتے ہیں۔ اگر مجھے کبھی عربی پڑھنے کی ضرورت ہوئی تو آپ سے پڑھ لوں گا۔ اگر ہم آپ کے خیال میں بچے ہی ہیں تو بچوں پر تو کوئی حساب کتاب ہی نہیں۔ کیا آپ ایسا ہمیں لکھ کر دے سکتے ہیں۔ (پھر ہم وہاں سے آ گئے۔ کہتے ہیں) تیسری دفعہ (ہم) پھر گئے اور خواجہ کمال الدین کے خسر خلیفہ رجب الدین کو ساتھ لے گئے کیونکہ وہ بوڑھا تھا۔ ہم اس خیال پر اُسے ساتھ لے گئے کہ اگر وہ اب کے بھی کہے گا کہ تم ناسمجھ بچے ہو تو ہم خلیفہ صاحب کو پیش کر دیں گے۔ اس پر مولوی عبداللہ نے خلیفہ رجب الدین (صاحب سے ادھر اُدھر کی) باتیں شروع کیں کہ بہت اچھا ہوا کہ مسلمانوں نے آٹے دال کی دکانیں کھول لی ہیں اور مٹی کے برتنوں کی دکانیں کھول لی ہیں۔ (لکھتے ہیں کہ) یہ لیکھرام کے قتل کے بعد کا واقعہ ہے۔ اس پر ایوب بیگ نے مولوی عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ الٰہی قیامت کے دن میں خدا کے سامنے اسی طرح مولوی عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر کہوں گا کہ الٰہی! تین دفعہ ہم اس کے مکان پر چل کر گئے۔ اس نے ہم کو نہیں سمجھایا کہ ہم کیوں کافر ہیں۔ اس پر مولوی عبداللہ ٹونکی نے کہا کہ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ اس پر ایوب بیگ صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ خدا تعالیٰ کی بھی پرواہ نہیں کرتے تو میں آپ کو عمر بھر کبھی السلام علیکم نہیں کہوں گا۔ پھر وہاں سے ہم اُٹھ کر چلے آئے۔ اور پھر آئندہ اس عہد کو مرزا ایوب بیگ نے اپنی زندگی بھر پورا کیا۔ اور مَیں نے مولوی عبداللہ کی زندگی تک پورا کیا۔'' (رجسٹر روایات صحابہؓ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 9 صفحہ 26 تا 28)

یہ ڈھٹائی جوان نام نہاد پڑھے لکھے لوگوں کی ہے، جو اُس وقت سے چلی آ رہی ہے اور آج تک چلتی چلی جا رہی ہے۔ کتابیں پڑھتے نہیں یا کچھ حصہ پڑھ لیں گے اور بغیر سیاق وسباق کے یا دیکھا دیکھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرنے شروع کر دیں گے بلکہ عرب ملکوں میں تو اکثر جو واقعات وہاں سے آتے ہیں وہ یہی ہے کہ پاکستان کے مولویوں نے متفقہ طور پر کیونکہ احمدیوں کو کافر کہہ دیا اس لئے اب یہ کافر ہیں ہمیں اور کچھ سوچنے سمجھنے کی ضرورت نہیں۔ تو احمدیت کی ابتدا سے یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ آج تک اُسی طرح چلتا چلا جا رہا ہے۔

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحب کچھ دن سکول نہیں گئے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ چوتھے روز مَیں سکول گیا تو مجھے ایک شخص مرزا رحمت علی صاحب آف ڈسکہ جو انجمن حمایتِ اسلام میں ملازم تھے، (انہوں) نے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تم چار دن کہاں تھے۔ مَیں نے صاف صاف اُن سے عرض کر دیا کہ مَیں قادیان گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ بیعت کر آئے؟ مَیں نے کہا: ہاں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہاں مت ذکر کرنا۔ مَیں بھی احمدی ہوں اور مَیں نے بیعت کی ہوئی ہے مگر مَیں یہاں کسی کو نہیں بتاتا تا کہ لوگ تنگ نہ کریں۔ مگر مَیں نے اُن سے عرض کیا کہ مَیں تو اس کو پوشیدہ نہیں رکھوں گا چاہے کچھ ہو۔ چنانچہ ہمارے استاد مولوی زین العابدین صاحب جو مولوی غلام رسول قلعہ والوں کے بھانجے تھے اور ہمارے قرآن حدیث کے استاد تھے اُن سے مَیں نے ذکر کیا کہ مَیں احمدی ہو گیا ہوں۔ اس پر انہوں نے بہت برا منایا اور دن بدن میرے ساتھ سختی کرنی شروع کر دی۔ حتی کہ وہ فرماتے تھے کہ جو مرزا کو مانے، سب نبیوں کا منکر ہوتا ہے۔ اور اکثر مجھے وہ کہتے تھے کہ توبہ کرو اور بیعت فسخ کر لو۔ مگر مَیں اُن سے ہمیشہ قرآنِ شریف کے ذریعے حیات وفاتِ مسیح پر گفتگو کرتا جس کا وہ کچھ جواب نہ دیتے اور مخالفت میں اس قدر بڑھ گئے کہ جب اُن کی گھنٹی آئے، (یعنی اُن کا پیریڈ جب آتا تھا) تو وہ مجھے مخاطب کرتے تھے۔ او مرزائی! بنچ پر کھڑا ہو جا۔ میں اُن کے حکم کے مطابق بنچ پر کھڑا ہو جاتا اور پوچھتا کہ میرا کیا قصور ہے؟ وہ کہتے کہ یہی کافی قصور ہے کہ تم مرزائی ہو اور کافر ہو۔ کچھ عرصے تک مَیں نے ان کی اس تکلیف دہی کو برداشت کیا۔ پھر مجھے ایک دن خیال آیا کہ مَیں پرنسپل کو جو نو مسلم تھے اور اُن کا نام حاکم علی تھا کیوں نہ جا کر شکایت کروں کہ بعض استاد مجھے اس وجہ سے مارتے ہیں کہ مَیں احمدی کیوں ہو گیا ہوں۔ اس پر انہوں نے ایک سرکلر جاری کر دیا کہ مذہب کے اختلاف

کی وجہ سے کوئی مدرس (کوئی ٹیچر) کسی لڑکے کو کوئی سزا نہ دے۔ چنانچہ اس آرڈر کے آنے پر مولوی زین العابدین صاحب اور اُن کے ہم خیال استاد ڈھیلے پڑ گئے اور مجھ پر جو سختی کرتے تھے اُس میں کمی ہو گئی۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 9 صفحہ 127 تا 129)

یہ واقعات کوئی سو سال پرانے نہیں ہیں۔ اُس جہالت کے وقت کے نہیں ہیں بلکہ آج بھی پاکستان میں دہرائے جاتے ہیں۔ آج بھی بچوں سے یہی سلوک ہوتا ہے۔ گزشتہ دنوں ایک طالب علم کا مجھے خط آیا۔ اُس کے بڑے اچھے نمبر تھے۔ ان نمبروں کی بنا پر کالج میں داخلہ مل گیا۔ فیس جمع کروانے گیا تو وہاں انتظامیہ کے کچھ اور بھی افسر بیٹھے تھے۔ انہیں کہیں سے پتہ لگ گیا کہ یہ احمدی ہے تو انہوں نے پوچھا کہ تم احمدی ہو؟ اُس نے کہا کہ ہاں میں احمدی ہوں۔ انہوں نے کہا یہ لو پیسے اور تمہارا داخلہ کینسل اور آئندہ یہاں نظر نہ آنا۔ نہیں تو تمہاری ٹانگیں توڑ دیں گے۔

اسی طرح چند دن ہوئے مجھے ایک لڑکی کا خط آیا۔ بڑے اچھے نمبر اُس کے آئے، پڑھائی میں ہوشیار ہے لیکن بورڈ کے امتحان کا جو داخلہ فارم ہے۔ اب انہوں نے نیا فارم بنایا ہے، کمپیوٹرائز فارم ہے۔ جس پر ٹِک (Tick) کرنا ہے، مسلم یا نان مسلم۔ پہلے تو ہمارے بچے احمدی لکھ دیا کرتے تھے اور اب وہ آپشن (Option) نہیں رہی۔ یہ بچی کہتی ہے کہ کیونکہ آپ نے کہا ہوا ہے کہ مسلمان لکھنا ہے تو مَیں مسلمان کے کالم پر ٹک کرتی ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دینے کی جو ڈیکلریشن ہے اُس پر بھی دستخط کرو۔ وہ جب ہم نہیں کرتے تو داخلہ کینسل ہو جاتا ہے۔ تو یہ سختیاں سکول کے بچوں پر اور اچھے بھلے ہوشیار بچوں پر آج بھی ہو رہی ہیں۔ وہاں تو پرنسپل انصاف پسند تھا۔ اُس نے کچھ انصاف کیا اُس نے اور ان پر یہ سختی بند ہو گئی۔ لیکن آجکل تو حکومتی قانون کے تحت یہ بے انصافی کی جا رہی ہے اور انتہا تک کی جا رہی ہے اَور کافی اور بچے بھی ہیں جو اِس لحاظ سے متاثر ہو رہے ہیں۔ بہرحال یہ ظلم چل رہا ہے لیکن اس ظلم کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو آجکل کے ہمارے نوجوان ہیں ان کے ایمان بھی مضبوط ہو رہے ہیں۔

اسی طرح حضرت مہر غلام حسن صاحب اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ’’مَیں اور مولوی فیض دین صاحب بیٹھے تھے (کہ) ایک شخص بنام رحیم بخش صاحب قوم درزی یہاں آیا۔ آکر کہنے لگا کہ مولوی صاحب! آج طبیعت بہت پریشان ہے۔ مَیں نے اُس کی وجہ پوچھی تو وہ بیان کرنے لگے کہ حامد شاہ ایک فرشتہ اور باخدا آدمی ہے۔ ہندو مسلمان اُن کی تعریف کرتے ہیں۔ (سب اُس کی تعریف کر رہے ہیں، چاہے وہ ہندو ہو یا مسلمان ہو۔) آج اُن سے (ایک) بہت (بڑی) غلطی ہوئی ہے۔ آج انہوں نے اپنے ماموں عمر شاہ کو کہا ہے کہ ماموں جان! آپ کا حضرت ابنِ مریم کے متعلق کیا خیال ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ بیٹا! میرا تو یہی مذہب ہے کہ وہ زندہ آسمان پر ہیں۔ کسی زمانے میں امتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے آئیں گے۔ شاہ صاحب نے کہا کہ ماموں صاحب! آج سے آپ میرے امام نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے کہ ایک انسان کو حی و قیوم اور لازوال مانا جائے۔ دوسری بات یہ کہ سید و مولیٰ سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اس عقیدے سے بڑی ہتک ہوتی ہے کہ وہ تو زمین میں مدفون ہوں اور حضرت عیسیٰ آسمان پر اُٹھائے جائیں۔ عمر شاہ نے اس پر کہا کہ اچھا بیٹا آپ آگے کھڑے ہوا کریں اور مَیں پیچھے پڑھا کروں گا۔ (کہتے ہیں اُن کی یہ باتیں سنتے ہی) مَیں نے کہا کہ مولوی صاحب! مَیں نے مان لیا ہے کہ مسیح مر گیا ہے۔ اگر مسیح زندہ رہیں تو توحید میں بڑا فرق آتا ہے۔ آپ یہ مت خیال کریں کہ احمدی ہوں۔ مَیں ابھی تک احمدی نہیں مگر مرزا صاحب کی یہ بات ضرور سچی ہے۔ مَیں کبھی گوارا نہیں کر سکتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی جائے۔ مولوی صاحب نے میرے منہ کے آگے ہاتھ رکھ دیا۔ مَیں نے کہا مولوی صاحب! کیوں روکتے ہیں؟۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اگر آپ کا عقیدہ ہو گیا ہے کہ مسیح مر گیا ہے تو اتنا جوش وخروش دکھانے کی کیا ضرورت ہے؟ (ٹھیک ہے۔ آپ نے مان لیا تو آرام سے چپ کر کے بیٹھے رہیں۔ کہتے ہیں) مَیں نے کہا مولوی صاحب! مسجد سے نکلتے ہی مَیں منادی کرتا چلا جاؤں گا، (لوگوں کو بتاتا چلا جاؤں گا) کہ اگر حضرت عیسیٰ آسمان پر ہے تو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہتک ہے۔ یہ میری جان گوارا نہیں کر سکتی۔ مَیں نے جاتے ہی اپنے والد صاحب کو سمجھایا اور میرا بڑا بھائی غلام حسین جو عارف والے کا امیر جماعت ہے، (اُس وقت احمدی نہیں تھے) وہ دونوں (میری بات سن کر) جل کر آگ بگولہ ہو گئے۔ اور میرا نام دجال، ملعون وغیرہ رکھا۔ (کہتے ہیں) مجھے یہ خیال آیا کہ کل مجھ پر مولویوں کا حملہ ہو گا۔ مَیں نے رات کے وقت اس احمدی کو جس کو ہم نے مسجد سے روکا تھا، ایک نوکر کے ذریعہ بلایا (ابھی یہ احمدی نہیں ہوئے تھے لیکن اپنا عقیدہ بیان کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں مَیں نے جب عقیدہ بیان کیا تو پھر مجھے خیال آیا کہ والدین سے بھی اور بھائی سے بھی ڈانٹ ڈپٹ ہو چکی ہے، اب مولوی بھی میرے پیچھے پڑیں گے تو مَیں نے اُس احمدی کو بلوایا جس کو ہم نے اس وجہ سے مسجد سے نکالا تھا۔) مَیں نے اُسے پوچھا کہ کیا مرزا صاحب نے وفات مسیح پر کوئی دلیل بھی دی ہے یا یونہی کہہ دیا ہے؟ اُس نے کہا کہ تیس آیات پیش کی ہیں۔ مَیں نے حیران ہو کر کہا کہ ہم دن رات قرآن پڑھتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں۔ یہ کیا بات ہے؟ ایک ہی آیت ہمیں بتا دو۔ اُس نے ساتویں سپارے کی آیت ’’فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ‘‘ (المائدہ :118) بتا دی۔ مَیں نے کہا کہ اب میری تسلی ہو گئی۔ اب کوئی مولوی میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ فجر کے وقت مولوی غلام حسن صاحب اور مولوی فیض دین صاحب اور دو تین اور آدمی میرے بھائی کے ہمراہ آئے۔ مَیں مسجد کے دروازے میں کھڑا تھا کہ یہ جا پہنچے۔ مولوی غلام حسن نے کہا کہ مسیح کے آپ کیوں دشمن ہوئے ہیں؟ مَیں نے کہا مولوی صاحب! میں نے کیا دشمنی کی؟ وہ کہنے لگے کہ آپ کا بھائی کہتا ہے کہ یہ مسیح کی موت کا قائل ہو گیا ہے۔ (یعنی اُس بھائی نے یہ شکایت کی تھی۔ تو) مَیں نے کہا مولوی صاحب! کیا کریں وہ تو خود اپنی موت کا اقرار کر رہا ہے اور آپ کی مثال مدعی سست اور گواہ چست کی ہے۔ مولوی صاحب نے کہا۔ (یہ) کہاں لکھا (ہوا) ہے (کہ مسیح نے اپنی وفات کا خود اقرار کیا ہے۔) مَیں نے کہا قرآن میں۔ وہ کہنے لگے (کہ) کونسا قرآن؟ جو مرزا صاحب نے بنا دیا؟ میں نے کہا مولوی صاحب ذرا ہوش سے بولیں۔ خدا پر حملہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ (اللہ تعالیٰ) تو فرماتا ہے کہ میرے قرآن کی کوئی مثل نہیں لا سکتا اور آپ یہ کہہ رہے ہیں (کہ مرزا صاحب قرآنِ کریم نے بنا دیا، کچھ تو ہوش کریں۔) کہنے لگے کہاں لکھا ہے؟ مَیں نے ساتویں پارے کی آیت پڑھی۔ کہنے لگے ہم تمہیں ایک ہی گُر بتاتے ہیں کہ ان بے ایمانوں (یعنی احمدیوں) کے ساتھ بات نہ کی جائے، (تبھی تم بچ سکتے ہو اور کوئی گُر نہیں ہے۔) بلکہ نظر کے ساتھ نظر نہ ملائی جائے۔ (اگر نظر ملاؤ گے) تو بھی اثر ہو جاتا ہے۔ (ان دو گُروں کو یاد رکھو تو بچ کر رہو گے۔ کہتے ہیں) مَیں نے کہا مولوی صاحب! سچائی کا اثر ایسے ہی ہوا کرتا ہے۔ (یہ جو آپ مجھے گُر بتا رہے ہیں یہ تو سچائی کی نشانی ہے۔) مولوی صاحب واپس ہو کر چلے گئے۔ میرا بھائی جو مخالف تھا وہ نیروبی میں چلا گیا۔ مَیں نے بیعت کر لی۔ والد صاحب اور بیوی کو بھی سمجھا لیا۔ گویا سب کو سمجھا لیا۔ بھائی کو نیروبی میں جا کر سمجھ آئی۔ وہ دس ماہ کے بعد واپس چلے آئے اور آتے ہی بیعت کر لی۔ (لکھتے ہیں) اب خدا کے فضل سے (جب یہ واقعہ لکھ رہے تھے کہ) ہمارے محلے میں سوڈیڑھ سو افراد احمدی ہیں۔

آج بھی یہی لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ نہ ان سے بات کرو، نہ ان سے نظر ملاؤ۔ اور یہ صرف آج کی بات نہیں ہے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے بھی یہی کہا جاتا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ فرمایا تھا۔ وہ مشہور واقعہ جو حضرت طفیلؓ بن عمرو دوسی کا آتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ مَیں مکہ میں آیا، تو قریش نے مجھے کہا کہ تم ایک معزز سردار ہو اور سمجھ دار شاعر ہو۔ تم ہمارے ملک میں آئے ہو۔ تمہیں بتانا چاہتے ہیں کہ ایک شخص نے ہمارے درمیان دعویٰ کیا ہوا ہے اور ہمارے اندر تفرقہ ڈال دیا ہے اور ہمیں پراگندہ کر دیا ہے۔ اس کے کلام میں جادو ہے جس سے باپ بیٹے اور بھائی بھائی اور میاں بیوی علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ آپ اور آپ کی قوم بھی، اگر ان کی باتیں آپ نے سن لیں تو وہی حال نہ ہو جائے جو ہمارا ہو رہا ہے۔ لہٰذا اس شخص سے نہ بات کرنا، نہ اس کی بات سننا۔ کہتے ہیں کفار نے اس قدر اصرار کیا کہ مَیں نے فیصلہ کر لیا کہ مَیں آپؐ کی بات نہیں سنوں گا۔ بلکہ جب مسجد، خانہ کعبہ میں گیا تو اس ڈر سے کانوں میں روئی ڈال لی کہ کہیں آپ کی کوئی بات میرے کانوں میں نہ پڑ جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز میں مشغول تھے۔ مَیں آپ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر نے آپ کا کچھ کلام مجھے سنوا ہی دیا جو مجھے اچھا لگا۔ تو مَیں نے دل میں کہا کہ تمہارا برا ہو۔ تم ایک زیرک انسان ہو۔ عقل مند ہو۔ شاعر ہو۔ اچھے بُرے کی تمیز جانتے ہو۔ اس شخص کا کلام تو سننا چاہئے۔ اگر باتیں اچھی ہوں گی تو مان لینا۔ اگر بری ہوئیں تو ترک کر دینا۔ کہتے ہیں بہرحال مَیں وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم کی۔ گھر کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی آپ کے پیچھے چل پڑا۔ اور جب حضور گھر پہنچے تو مَیں آپ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی قوم نے مجھے آپ کے بارے میں یہ باتیں بتائی ہیں اور انہوں نے مجھے اس قدر اصرار سے ڈرایا ہے کہ مَیں نے ڈر کے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی ہے۔ کہیں آپ کی کوئی بات میرے کانوں میں نہ پڑ جائے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر نے مجھے کچھ باتیں سنوا دی ہیں اور مجھے وہ اچھی لگیں۔ اب مَیں آپ کی باتیں سننا چاہتا ہوں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے بارے میں بتایا اور قرآنِ کریم سنایا۔ اور کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! مَیں نے اس سے خوبصورت کلام کبھی نہیں سنا تھا۔ اور اس سے زیادہ درست بات نہ سنی تھی۔ چنانچہ انہوں نے کلمہ پڑھا اور اسلام قبول کر لیا۔ (دلائل النبوّۃ للبیہقی۔ باب قصّۃ دوس والطفیل بن عمرو رضی اللّٰہ عنہ)

تو یہ ہمیشہ سے مخالفین کا طریقہ چلا آ رہا ہے۔ جادوگر ہوتا ہے تو مخالفین کی طرف سے ہوتا ہے۔ کبھی انبیاء کی طرف سے نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہی دلیل دی ہے کہ جادو کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ اور اگر ان کے نزدیک یہ جادو کامیاب ہو رہا ہے تو پھر قرآنی دلیل کے مطابق یہ جادو نہیں بلکہ سچائی ہے جس کو ان کو بھی قبول کر لینا چاہئے۔

اسی طرح حضرت خلیفہ نور الدین صاحبؓ سکنہ جموں (یہ جموں کے رہنے والے تھے، خلیفہ نور الدین کہلاتے تھے) یہ لکھتے ہیں کہ ’’مَیں مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی کو ایک سال تک سمجھاتا رہا۔ انہوں نے ایک بار مجھ سے کہا کہ مرزا صاحب پر علماء نے کفر کے فتوے لگائے ہوئے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ تمہارے باپ پر بھی تو مولویوں نے کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک مولوی صاحب (غالباً مولوی محمد لکھوکے والے) کے متعلق کہا کہ اُسے بھی الہام ہوتا ہے۔ اس سے لکھ کر پوچھتا ہوں کہ مرزا صاحب کے دعویٰ کے متعلق خدا کا کیا حکم ہے۔ ایک ماہ بعد اس مولوی کا یہ جواب آیا کہ مَیں نے دعا کی تھی، (جواب سنیں ذرا مولوی صاحب کا) مَیں نے دعا کی تھی، خدا کی طرف سے جواب ملا ہے کہ ’’مرزا صاحب

کافر‘‘۔مَیں بھدرواہ کام پر گیا ہوا تھا۔ جب جموں واپس آیا تو مجھے یہ خط دکھلایا گیا۔مَیں نے کہا کہ الہام کرنے والا خدا نعوذ باللہ کوئی بڑا ڈرپوک خدا ہے جو مرزا صاحب کو کافر بھی کہتا ہے اور ساتھ ’’صاحب‘‘ بھی بولتا ہے۔ (یہ نکتہ بھی انہوں نے اچھا نکالا کہ کہہ رہا ہے کہ ’مرزا صاحب کافر‘۔ ایک طرف تو اللہ کہہ رہا ہے کہ کافر ہے اور دوسرے ’صاحب‘ کا لفظ بھی استعمال کر رہا ہے جو بڑا عزت کا لفظ ہے۔) ایسے ڈرپوک خدا کا الہام قابلِ اعتبار نہیں۔‘‘ (رجسٹر روایات صحابہؓ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 12 صفحہ 66 تا 67)۔ تو اس طرح بھی یہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے نکتے نکالا کرتے تھے۔

حکیم عبدالصمد خان صاحب ولد حکیم عبدالغنی صاحب دہلی کے تھے۔ انہوں نے 1905ء میں بیعت کی تھی یہ لکھتے ہیں کہ ’’مَیں 1891ء میں ایک مولوی صاحب سے جلالین پڑھا کرتا تھا۔ اس میں یٰعِیْسٰٓی اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ (آل عمران :56) والی آیت آ گئی جس کی تفسیر میں لکھا تھا (کہ) رَافِعُکَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا مِنْ غَیْرِ مَوْتٍ۔ مَیں حیران ہوا کہ مِنْ غَیْرِ مَوْت کہاں سے آ گیا۔ یہ متن کی تفسیر ہو رہی ہے یا متن کا مقابلہ ہو رہا ہے؟ رات غور کرتے کرتے دو بج گئے۔ اتفاقاً والد صاحب کی آنکھ کھلی۔ انہوں نے اتنی دیر جاگنے کا سبب دریافت کیا۔ میں نے اصل حقیقت کہہ سنائی۔ فرمایا۔ میاں استاد کس لئے ہوتا ہے۔ تم صبح جا کر مولوی صاحب سے یہ معاملہ حل کروا لینا۔ چنانچہ مَیں صبح مولوی صاحب کے پاس گیا اور سارا قصہ کہہ سنایا۔ مولوی صاحب کہنے لگے کہ میاں متقدمین سے لے کر متأخرین تک سب کا یہی مذہب چلا آتا ہے۔ اس میں جھگڑا مت کرو۔ (کہ شروع سے یہی مسئلہ چلا آ رہا ہے، چھوڑو اس کو۔) مگر مَیں نے کہا کہ جب تک میری سمجھ میں نہ آئے میں آگے ہرگز نہیں چلوں گا۔ اس پر وہ بہت ناراض ہوئے۔ میرے والد صاحب کو بھی بلوایا۔ مگر انہوں نے کہا کہ آپ استاد ہیں اور یہ شاگرد۔ (میرے استاد کو کہہ دیا کہ تم استاد ہو۔ یہ تمہارا شاگرد ہے۔ مَیں نے تمہارے پاس پڑھنے بھیجا ہے۔) آپ جانیں اور آپ کا کام جانے۔ مَیں اس میں دخل نہیں دیتا۔ اور یہ کہہ کر (والد صاحب تو اُٹھ کر) چلے گئے۔ اور مولوی صاحب نے پھر مجھے کہنا شروع کیا کہ پڑھو۔ مَیں نے کہا جب تک آپ سمجھائیں نہ، مَیں کیسے پڑھ سکتا ہوں۔ اس پر مولوی صاحب کو غصہ آیا۔ اور انہوں نے مجھے ایک تھپڑ مار کر کہا کہ ایک تجھے جنون ہوا ہے اور ایک مرزا کو۔ مَیں حیران ہوا کہ یہ مرزا کون ہے؟ (اُن کی واقفیت بھی نہیں تھی۔ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام بھی نہیں سنا تھا۔ کہتے ہیں مَیں حیران ہو گیا اس بات پر کہ مرزا کون ہے؟) ساتھ ہی میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مَیں کس اَصل پر قائم ہوں؟ (بہر حال یہ میرا خیال نہیں ہے بلکہ اس کی کوئی بنیاد ہے۔ میرے دل میں جو یہ خیال آیا تو اور لوگ بھی ہیں جو یہ خیال رکھتے ہیں۔) یونہی مَیں نے وقت ضائع نہیں کیا۔ اس پر مَیں نے مولوی صاحب کو کہا کہ آپ جب تک سمجھائیں گے نہیں مَیں آگے نہیں چلوں گا۔ یہ دین ہے اور دین میں جبر جائز نہیں۔ آج آپ تھپڑ مار کر مجھے اپنے مذہب پر کر لیں گے۔ کل کو کوئی اور مولوی صاحب دو تھپڑ مار کر اس کے مخالف کہلوا لیں گے اور پرسوں کوئی تین تھپڑ مار کر ان کے بھی خلاف کہلوا لے گا۔ تو یہ کیا مذاق ہے؟ میں ہرگز نہیں پڑھوں گا۔ (اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ہر بات کو پُرانے لوگ یونہی نہیں مان لیا کرتے تھے۔ بڑی گہرائی میں جایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں) اس جھگڑے میں گیارہ بج گئے مگر میں نے نہ پڑھنا تھا نہ پڑھا۔ شام کو دوسرے استاد کے پاس گیا۔ اُس نے بھی کہا کہ ایک تجھے جنون ہوا ہے اور ایک مرزا کو۔ (پھر اُس نے بھی یہی بات دہرائی کہ ایک تم یہ بات کر رہے ہو، اس کا مطلب پوچھ رہے ہو، دوسرا ایک اور شخص ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حوالہ دیا۔ کہتے ہیں) اس سے میرا دل اور مضبوط ہو گیا کہ میری بات کمزور نہیں ہے۔ پھر تیسرے استاد مولوی عبدالوہاب صاحب کے پاس گیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو بڑا قصہ ہے۔ اس کا تو مدعی موجود ہے جو کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں اور جس عیسیٰ کی آمد کا لوگ انتظار کر رہے ہیں وہ مَیں ہوں۔ مَیں نے کہا پہلی بات تو میری سمجھ میں آ گئی ہے مگر دوسری کا ابھی پتہ نہیں لگا۔ انہوں نے کہا کہ مَیں پنجاب میں گیا تھا۔ بائیس دن وہاں رہا۔ اُن کا ایک مرید مولانا نورالدین ہے۔ حکمت میں تو اُس کا کوئی ثانی نہیں اور مَیں نے اُس کے دینی درسوں کو بھی سُنا ہے۔ بڑے بڑے مولوی اُسکے سامنے دَم نہیں مار سکتے۔ انہوں نے اپنی بیعت کا ذکر نہ کیا۔ (گویہ مولوی صاحب بیعت کر آئے تھے لیکن اس نوجوان کے سامنے بیعت کا ذکر نہیں کیا) کیونکہ وہ مخالفت سے ڈرتے تھے۔ مجھے کہنے لگے کہ اونچا مت بولو۔ مولوی عبدالغفور صاحب سُن لیں گے۔ (کوئی دوسرے غیر احمدی مولوی تھے جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔) مَیں نے کہا مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں۔ مَیں صداقت کے اظہار سے کیسے رُک سکتا ہوں۔ خیر اسی طرح پڑھتے پڑھتے 1905ء کا زمانہ آ گیا۔ (کہتے ہیں میں نے پڑھائی جاری رکھی۔ سال 1905ء آ گیا۔) حضرت صاحب دہلی تشریف لے گئے اور الف خان صاحب سیاہی والے کے وسیع مکان میں فروکش ہوئے۔ ہزارہا لوگ آپ کو دیکھنے کے لئے گئے۔ مَیں بھی گیا۔ میں مخالف مولویوں کے ساتھ گیا۔ اُن میں طلباء زیادہ تھے اور ہمارے سرغنہ مولوی مشتاق علی تھے۔ انہوں نے حضرت صاحب پر کچھ اعتراض کرنے شروع کئے جس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ ٹھہر جائیں اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے کاغذ اور قلم دوات لے کر ایک مضمون لکھا اور وہ مولوی مشتاق علی صاحب کو دیا کہ آپ اُسے پڑھ لیں۔ اگر کوئی لفظ سمجھ نہ آئے تو مجھ سے دریافت کر لیں اور ساتھ ہی اس کا جواب بھی لکھ لیں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہیں ایک چھوٹا سا مضمون لکھا، اُس غیر احمدی مولوی کو ہی دیا کہ اسے پڑھ لیں اور سمجھ نہ آئے تو مجھ سے پوچھ لیں اور ساتھ جو مَیں نے مضمون لکھا ہے اس کا جواب مجھے لکھ دیں۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس غیر احمدی مولوی کو یہ کہا کہ) پہلے آپ میرا مضمون سنا دیں (خود ہی پڑھ کے،) اس کے بعد اس کا جواب (جو آپ لکھیں گے وہ) سنا دیں۔ (تو) مولوی صاحب نے بغیر جواب لکھے حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا مضمون سنانا شروع کر دیا۔ حضرت صاحب نے پھر فرمایا کہ اگر جواب آپ لکھ لیتے تو اچھا تھا۔ (خود بھی اس کا جواب لکھ لیتے تاکہ وقت نہ ضائع ہوتا۔) مگر انہوں نے کہا کہ نہیں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مضمون پڑھنا شروع کر دیا کہ) مَیں زبانی جواب دے دوں گا۔ (مجھے آپ کے اس مضمون کا جواب لکھنے کی ضرورت نہیں۔) خیر انہوں نے حضرت صاحب کا مضمون پڑھ کر سنا دیا اور جب سارا مضمون پڑھ کے سنا دیا تو (اس کے بعد) دیر تک خاموش کھڑے رہے۔ جواب نہیں دے سکے۔ ساتھ کے طلباء میں سے بعض نے کہا کہ اگر ہم کو یہ معلوم ہوتا کہ آپ جواب نہیں دے سکیں گے تو ہم کسی اور کو سرغنہ بنا لیتے۔ آپ نے ہمیں بھی شرمندہ کیا۔ اس پر مولوی صاحب نے ایک طالب علم کو تھپڑ مارا۔ (جواب تو آیا نہیں، غصے میں تھپڑ مار دیا۔) اور اُس نے مولوی صاحب کو مارا۔ (اُس نے بھی جواب میں آگے سے مار دیا۔ ہمارے مفتی محمد صادق صاحب تھے، انہوں نے ان دونوں غیر احمدیوں کی لڑائی چھڑائی۔) اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر شروع ہوگئی اور حضرت صاحب کی تقریر میں لوگوں نے کچھ شور کیا۔ جماعت کے لوگوں نے حضرت صاحب کے گرد گھیرا ڈال دیا۔ اُس میں کچھ تھوڑی سی جگہ کھلی رہ گئی تھی۔ (کہتے ہیں) مَیں وہاں (جا کے) کھڑا ہو گیا۔ (ابھی یہ احمدی نہیں ہوئے تھے۔ تو) اکبر خان ایک احمدی چپڑاسی تھے، انہوں نے مجھے مخالف سمجھ کر دھکا دے کر وہاں سے ہٹا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر مَیں وہاں کھڑا ہو گیا۔ (دل میں تھوڑی سی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایک محبت پیدا ہو چکی تھی اس لئے وہ خالی جگہ دیکھ کر وہاں کھڑے ہو گئے کہ کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ کہتے ہیں اُس نے پھر مجھے دھکا دیا۔ جب وہ دوبارہ) دھکا دینے کے لئے آگے بڑھے تو حضرت مولوی نورالدین صاحب حضرت خلیفہ اول نے اُن کو روکا کہ کیوں دھکا دیتے ہو؟ اکبر خان نے کہا کہ حضور! یہ مخالف ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ تم نے اُس کا دل چیر کر دیکھ لیا ہے؟ جو آتا ہے اُس کو آنے دو۔ اس کے بعد مولوی چمریاں والا کھڑا ہو گیا (وہ بھی کوئی نام تھا، مولوی چمریاں والا) اُس نے حضرت صاحب کے متعلق بعض بیہودہ الفاظ کہے۔ اس پر مَیں نے کہا کہ او چمریاں والے! زیادہ بکواس کی تو تیری زبان پکڑ کر کھینچ لوں گا۔ اس پر حافظ عبدالمجید نے اُس کو منع کیا کہ اس وقت اپنی فوج کی سپاہ بگڑ رہی ہے۔ (اس وقت خاموش رہو اور اخلاق کے دائرے سے باہر نہ نکلو کیونکہ اپنے ہی جو لوگ ہیں وہ بگڑ رہے ہیں ہمیں اپنوں سے ہی مار پڑ جانی ہے۔ اس لئے خاموش کھڑے رہو۔) لہٰذا تم خاموش رہو۔ کہتے ہیں حضرت صاحب نے تقریر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور فرمایا کہ جو لوگ اپنی کم علمی کی وجہ سے میرے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتے وہ اس دعا کو کثرت سے پڑھیں جو اللہ تعالیٰ نے اُن کی پنجوقتہ نمازوں میں بتلائی ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِم (الفاتحة:6)۔ چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت کثرت سے پڑھیں۔ زیادہ سے زیادہ چالیس روز تک (اگر نیک نیتی سے پڑھیں گے تو) اللہ تعالیٰ اُن پر حق ظاہر کر دے گا۔ (کہتے ہیں) میں نے تو اُسی وقت سے شروع کر دیا۔ مجھ پر تو ہفتہ گزرنے سے پہلے ہی حق کھل گیا۔ مَیں نے دیکھا کہ ’حامد‘ کے محلّہ کی مسجد میں ہوں۔ (حامد محلے کا نام ہے اس کی مسجد میں ہوں۔) وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں۔ (انہوں نے خواب میں دیکھا۔) مَیں حضرت صاحب کی طرف مصافحہ کرنے کے لئے بڑھنا چاہتا تھا کہ ایک نابینا مولوی نے مجھ کو روکا۔ دوسری طرف سے مَیں نے بڑھنا چاہا تو اُس نے اُدھر سے بھی روک لیا۔ پھر تیسری مرتبہ مَیں نے آگے بڑھ کر مصافحہ کرنا چاہا تو اُس نے مجھ کو پھر روکا۔ تب مجھے غصہ آ گیا اور مَیں نے اُسے مارنے کے لئے ہاتھ اُٹھایا۔ (خواب بتا رہے ہیں کہ) حضرت صاحب نے (خواب میں اُنہیں) فرمایا کہ نہیں، غصہ نہ کرو۔ مارو نہیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور! میں تو حضور سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں اور یہ مجھ کو روکتا ہے۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ مَیں نے صبح میر قاسم علی صاحب اور مولوی محبوب احمد اور مستری قادر بخش کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا۔ میر صاحب نے کہا اسے لکھ دو۔ مَیں نے لکھ دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس کے نیچے لکھ دو کہ میں اپنے اس خواب کو حضور کی خدمت میں ذریعہ بیعت قرار دیتا ہوں۔ مَیں نے لکھ دیا۔ مولوی محبوب احمد صاحب جو غیر احمدی تھے انہوں نے کہا کہ تم کو اپنے والد کا مزاج بھی معلوم ہے! وہ ایک گھڑی بھر بھی تم کو اپنے گھر نہیں رہنے دیں گے۔ مَیں نے کہا مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ خیر حضرت صاحب نے بیعت منظور کر لی اور مجھے لکھا کہ تمہاری بیعت قبول کی جاتی ہے۔ اگر تم پر کوئی گالیوں کا پہاڑ کیوں نہ توڑ دے، نگاہ اُٹھا کر مت دیکھنا۔ (چاہے جتنی مرضی گالیاں پڑیں، تو نے کوئی جواب نہیں دینا۔) اب پھر (کہتے ہیں) مَیں اصل واقعہ کی طرف آتا ہوں۔ حضرت صاحب کی تقریر کے بعد حضرت مولانا نورالدین صاحب (حضرت خلیفہ اوّل) نے تقریر کی۔ آپ کی تقریر کے بعد میں نے آپ سے مصافحہ کیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میاں تم نے دینیات میں کچھ پڑھا ہے؟ مَیں نے کہا حضور مشکوٰۃ اور جلالین پڑھی ہے۔ آپ نے پوچھا کہ فقہ میں کہاں تک پڑھا ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ قدوری اور (ایک اور نام صحیح طرح پڑھا نہیں جا رہا وہ پڑھی ہے۔ کیونکہ یہ روایات ساری ہاتھ سے لکھی ہوئی ہیں، اس لئے بعض لکھائی پڑھی نہیں جاتی تو) آپ

نے دریافت کیا (کہ) منطق میں کہاں تک پڑھا ہے۔ مَیں نے کہا چھوٹے چھوٹے رسالے پڑھے ہیں۔ پھر مَیں نے حضرت صاحب سے مصافحہ کیا اور جب واپس لوٹا تو مولوی عبدالحکیم صاحب نے کہا کہ تم اپنے ہاتھ رانپی سے چھلواؤ، (چھوٹا رمبہ ہوتا ہے جس سے جوتے بنانے والے یا چمڑے کا کام کرنے والے چمڑے کو چھیلتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ تم نے کیونکہ حضرت مرزا صاحب سے مصافحہ کرلیا ہے۔ اس لئے اپنے ہاتھوں کی جو کھال ہے اس کو ادھڑ واؤ۔ تب صاف ہو سکتے ہیں اس کے بغیر صاف نہیں ہو سکتے۔) کیونکہ ان ہاتھوں سے تم نے مرزا صاحب سے مصافحہ کیا ہے۔'' (رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 12 صفحہ 13 تا 19)۔ (نعوذ باللہ)۔ بہرحال یہ تو بیعت کر کے آ گئے۔

اسی طرح حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی ایک واقعہ لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''وزیر آباد میں ثمن راجگان کو جو وزیر آباد کے شمالی حصے میں موجود ہے ایک بڑا مکان جس میں ریاست راجوری کشمیر کے راجے مسلمان رہتے ہیں، ایک شخص مسمی اللہ والے نے راجہ عطاء اللہ خان صاحب مرحوم سفیر کابل کو جا کر کہا کہ یونہی لوگ غلام رسول کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ راجہ صاحب نے فرمایا تو پھر کیا ہے (یہ احمدی ہو گئے تھے تو انہوں نے کہا یونہی پڑ گئے ہیں) حافظ صاحب کو لاؤ۔ یہاں آ کر بیان کر دیں کہ ہم مسیح کا رفع جیسا قرآنِ مجید میں موجود ہے مانتے ہیں اور نزولِ مسیح جو حدیثوں میں آیا ہے وہ بھی بیان کر دیں۔ چنانچہ شہر میں منادی کی گئی اور مسلمانوں کے تمام فرقے ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے۔ میں جانتا تھا جو مَیں نے کہنا ہے (یہ غلام رسول صاحب وزیر آبادی احمدی ہو چکے تھے) کہتے ہیں میں جانتا تھا جو مَیں نے کہنا ہے اور یہ بھی جانتا تھا کہ میری بات کو کسی نے نہیں سمجھنا۔ (اشاروں میں بات کروں گا)، صرف ایک شخص ہے جس کا نام حکم سلطان علی تھا، وہ میرے خاندان کا آدمی ہی تھا اگر کوئی سمجھا تو وہ سمجھے گا۔ الغرض جب میں پہنچا تو راجہ صاحب نے فرمایا کہ مسمی اللہ والے نے کہا ہے کہ حافظ صاحب مسیح کا رفع اور نزول مانتے ہیں، کیا یہ سچ ہے؟ مَیں نے کہا بے شک۔ لوگ سب خاموش ہو جائیں تو میں بیان کر دیتا ہوں۔ چنانچہ جب سب خاموش ہو گئے۔ ہزارہا کے مجمع میں مَیں اکیلا ہی احمدی تھا۔ اُس وقت میں نے کہا سنو لوگو! جب قرآنِ مجید میں مسیح کا رفع آیا ہے اور جس طرح حدیث شریف میں نزول کا ذکر (آیا) ہے، مَیں اس کو برحق مانتا ہوں۔ جو اُس کو نہیں مانتا، میں اُس کو بے ایمان جانتا ہوں۔ اتنا لفظ کہنا تھا کہ مخلوق میں آفرین، مبارک بادی کے الفاظ بے ساختہ حاضرین کی زبان سے باآوازِ بلند شروع ہو گئے اور شور پڑ گیا۔ مَیں نے اُس وقت جلدی مجلس سے نکلنا غنیمت سمجھا اور نکل آیا۔ مگر میرے نکل آنے کے بعد اُس شخص حکیم سلطان علی نے میرے خیال کے مطابق جیسا کہ میں نے سوچا ہوا تھا راجہ صاحب کو کہہ دیا کہ تم لوگوں نے کچھ نہیں سمجھا، وہ تمہاری آنکھوں میں خاک جھونک کر چلا گیا۔ اُس کو پھر بلاؤ۔ چنانچہ ثمن کے دروازے سے نکلتے ہی کچھ آدمی میری تلاش کے لئے آئے کہ مجھے واپس لے جائیں مگر میں کسی اور راہ سے نکل کر گھر پہنچ گیا۔ رات خیر خیر سے گزری تو بعد از فجر راجہ صاحب کا ایک پیغامبر بابو فضل دین صاحب میرے پاس پہنچا اور کہا کہ راجہ صاحب اور دیگر اہلِ مجلس کہتے ہیں کہ رفع اور نزول کے فقروں سے ہمیں اطمینان نہیں ہوا۔ مَیں نے کہا کہ پھر کس طرح اطمینان ہو۔ اُس نے کہا کہ راجہ صاحب وغیرہ کہتے ہیں کہ جب تک آپ مرزا صاحب کو کافر نہ کہیں ہم نہیں مانتے۔ مَیں نے کہا مَیں کافر کیوں کہوں۔ اُس نے کہا کہ مولوی جو کہتے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ چونکہ مولوی مرزا صاحب کو کافر کہتے ہیں مَیں بھی اُن (مولویوں) کو کافر کہتا ہوں (یعنی دل میں کہا کہ مولویوں کو کافر کہتا ہوں۔ اُن کو کافر کہتا ہوں نیت میری یہی تھی کہ مولویوں کو کافر کہتا ہوں) اب وہ مطمئن ہو کر چلا گیا۔ جب اس مجلس میں جا کر کہا کہ لو جی اب تو مرزا صاحب کو بھی اُس نے کافر کہہ دیا ہے۔ پھر وہی سلطان علی بولا کہ میاں! تم دوبارہ آنکھوں میں خاک ڈلوا آئے ہو۔ اُس نے تو مولویوں کو کافر کہا ہے۔ یہ نہیں۔ پھر جاؤ، جا کے کہو کہ یہ لفظ لکھ دے کہ مَیں مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) کو کافر کہتا ہوں (نعوذ باللہ)۔ پھر وہ آیا، مجھ سے یہ کہلوانا چاہا۔ آخر دو دن گزر گئے تھے۔ میرا دل بھی کچھ دلیر ہو گیا تو پھر مَیں نے صاف کہہ دیا کہ بھائی جو کچھ مَیں نے کہا تھا وہی ٹھیک ہے۔ یعنی مرزا صاحب کو جو کافر کہتے ہیں میں اُن کو کافر سمجھتا ہوں۔ پس پھر تو وہ مایوس ہو گئے۔ اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ (المائدہ: 4)۔ (قرآن شریف کی یہ آیت انہوں نے یہاں لکھی ہوئی ہے کہ آج کے دن وہ لوگ جو کافر ہوئے، تمہارے دین سے مایوس ہو چکے ہیں، پس تم اُن سے نہ ڈرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُن سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو)۔ کہتے ہیں۔ بس پھر مقدمات شروع ہو گئے۔ (ان کے خلاف مقدمے شروع ہو گئے۔) یہاں تک کہ جن لوگوں پر کبھی بھی جھوٹ بولنے کی امید نہ تھی، انہوں نے مجھے نقصان پہنچانے کے لئے کھلم کھلا عدالتوں میں جھوٹ بولے۔ مگر مَیں نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی، نہ کرتا ہوں۔ الغرض مَیں نے یہ واقعہ جو مرزا صاحب کو کافر کہتے ہیں مَیں اُن کو کافر کہتا ہوں، حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حضور بیان کیا تو حضور کھلکھلا کر ہنسے۔ حضور نے فرمایا کہ دیکھو کتمانِ ایمان کا بھی ایک درجہ ہوتا ہے، (یعنی ایمان کو چھپانے کے لئے یا فساد سے بچنے کے لئے اخفاء رکھنا ایک درجہ ہوتا ہے) جیسا کہ سورۃ المؤمن میں۔ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗ (المومن: 29)۔ آیا ہے۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ موقع شناسی کر کے شریروں سے اپنی جان بچالی۔''

(رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 12 صفحہ 167، 170 تا 172)

پس یہ داستانیں ہیں جو احمدیوں پر سختی کی داستانیں ہیں، اُنہیں حق سے ہٹانے کی داستانیں ہیں، اُنہیں خوفزدہ کرنے کی داستانیں ہیں۔ یہ پرانے قصے نہیں بلکہ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا آج ایک سو تیئس سال گزرنے کے بعد بھی یہی کچھ احمدیوں سے روا رکھا جا رہا ہے لیکن احمدیت کا قافلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سب مخالفت کے باوجود آگے سے آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بڑھتا چلا جائے گا۔ دنیا میں ہر جگہ احمدی اپنے ایمان کے اظہار میں پختہ تر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سامنے رکھتے ہیں کہ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ۔ خوف ہے تو خدا کا، نہ کہ کسی مخلوق کا۔

اللہ تعالیٰ افرادِ جماعت میں ایمانوں کی مضبوطی اور زیادہ پیدا کرے، اور ہمیشہ نہ صرف قائم رکھے بلکہ بڑھاتا چلا جائے۔

آج پھر اسی طرح کا ایک واقعہ ہوا ہے کہ نوابشاہ کے ہمارے ایک بزرگ احمدی مکرم چوہدری محمد اکرم صاحب ابن مکرم محمد یوسف صاحب کو شہید کیا گیا ہے۔ یہ مضبوط ایمانوں والے جو خاص طور پر پاکستان میں اپنا نمونہ دکھاتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مکرم چوہدری محمد اکرم صاحب کے خاندان کا تعلق گوکھووال ضلع فیصل آباد سے ہے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے دادا حضرت میاں غلام قادر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے ہوا جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ چوہدری محمد اکرم صاحب کی پیدائش گوکھووال ضلع فیصل آباد کی ہے۔ جب پرسوں آپ کی شہادت ہوئی ہے تو آپ کی عمر اسّی (80) سال تھی۔ آپ اپنے دیگر بھائیوں اور والد صاحب کے ساتھ آبائی زمین جو کہ جھول خانپور میں تھی، وہاں زمیندارہ کرتے تھے۔ پھر 1960ء میں زمینیں بیچ کے نوابشاہ چلے گئے۔ 2005ء میں آپ اہلیہ کے ساتھ آسٹریلیا شفٹ ہو گئے کیونکہ وہاں ان کے بچے تھے اور گزشتہ سال نومبر سے پاکستان آئے ہوئے تھے کہ یہ حادثہ پیش آیا۔ 29/فروری 2012ء کو آپ اپنے نواسے عزیزم منیب احمد ابن مکرم رفیق احمد صاحب کے ساتھ دوپہر تقریباً ایک بجے جوان کے داماد کی دکان تھی نوابشاہ میں ہی وہاں سے واپس گھر آ رہے تھے۔ جب گھر کے نزدیک پہنچے ہیں تو ایک موٹر سائیکل پر دو نامعلوم افراد نے آپ پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں آپ زخمی ہو گئے۔ ہسپتال لے جاتے ہوئے راستے میں راہِ مولیٰ میں جان قربان کر دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کے ساتھ آپ کے نواسے کو بھی کولہے کے اوپر گولی لگی اور پھر وہاں سے گزر کے آنتوں میں چلی گئی۔ آنتوں کو متاثر کیا ہے۔ اس کا آپریشن ہو چکا ہے اور اس وقت ہسپتال میں آئی سی یو (ICU) وارڈ میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو صحت و سلامتی والی زندگی عطا فرمائے۔

شہید مرحوم نے 1960ء میں نوابشاہ شفٹ ہونے کے بعد اپنے کاروبار کے ساتھ جماعتی طور پر بھی بہت خدمت کی ہے۔ لمبا عرصہ انہوں نے خدمت کی توفیق پائی۔ تقریباً پینتیس سال تک بطور سیکرٹری مال نوابشاہ ضلع اور شہر کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اسی طرح نائب امیر ضلع کے طور پر بھی خدمات بجالاتے رہے۔ شہید مرحوم اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ عبادت گزار، تہجد کا باقاعدہ اہتمام کرنے والے، انتہائی زیرک اور معاملہ فہم انسان تھے۔ بعض لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ جب سیکرٹری مال رہے ہیں تو کبھی یہ نہیں ہوا کہ اگر کسی نے کہا ناں کہ مَیں نے چندہ دینا ہے تو خواہ فون پر ہی اطلاع دی کہ آج میں نے چندہ دینا ہے تو بجائے اس کے کہ اُس کو کہتے کہ تم میرے پاس لے آؤ، خود اُس کے گھر پہنچ جاتے تھے اور فوری طور پر چندہ وصول کر کے رسید کاٹا کرتے تھے۔ جماعت کا درد رکھنے والے تھے۔ فلاحی کاموں میں بڑا بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ خلافت سے عشق رکھنے والے، خطبات کو بڑے غور سے، شوق سے باقاعدہ سنتے تھے۔ صدر صاحب جماعت نوابشاہ شہر بیان کرتے ہیں کہ آپ میں عہدے داران کی اطاعت کا جذبہ بھی بہت زیادہ تھا۔ صدر صاحب کہتے ہیں کہ عمر میں بہت بڑے ہونے کے باوجود مجھ سے اطاعت اور ادب کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اس دفعہ جب آسٹریلیا سے آئے ہیں تو مجھ سے نادار اور غرباء کی فہرست تیار کروائی جس میں احمدی اور غیر احمدی سب شامل تھے اور جتنی دیر وہاں رہے اُن کی باقاعدہ مدد کرتے رہے۔ اسی طرح نوابشاہ کا ایک سینٹر کافی عرصے سے بند تھا جو کہ آپ نے بڑی محنت اور کوشش کے ساتھ کھلوایا اور پھر اس کی تعمیر کے حوالے سے کہا کہ آپ لوگ اس کی جو مزید تعمیر و مرمت کرنی ہے، شروع کر دیں، میں آسٹریلیا واپس جا کے آپ کو تعمیر کے لئے رقم ضرور بھجواؤں گا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ نے موقع ہی نہ دیا۔ اللہ کرے کہ جماعت خود اب وہاں اس کی تعمیر مکمل کر لے۔ ان کو شہادت کا بھی بہت شوق تھا۔ ان کی بہو کا بیان ہے کہ جب کسی کی شہادت کی خبر سنتے تو کہتے تھے کہ یہ اعزاز تو مقدر والوں کو ملتا ہے۔ آخر اللہ نے ان کی یہ خواہش پوری کر دی۔ شہید مرحوم نے لواحقین میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ تمام بچے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شادی شدہ ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ بچے (چار بچے اور ایک بچی) آسٹریلیا میں رہائش پذیر ہیں، ایک بیٹا اور ایک بیٹی نوابشاہ پاکستان میں رہائش پذیر ہیں۔

اکرم صاحب کے نواسے عزیزم منیب احمد صاحب کے بارے میں مَیں نے کہا تھا، ان کی عمر اٹھارہ اُنیس سال ہے اور وہ سیکنڈ ایئر کا طالب علم ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ ابھی نمازوں کے بعد انشاء اللہ اکرم صاحب کا نماز جنازہ غائب ہوگا۔

ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یوکے کے زیرِ اہتمام

یادگار تقریب اور عشائیہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بنفس نفیس شرکت اور خطاب

ناصر ہال۔ بیت الفتوح۔ لندن۔ 18/فروری: ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یوکے کی سالانہ تقریب مورخہ 18/فروری 2012ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب ناصر ہال بیت الفتوح میں منعقد ہوئی۔ اس مقصد کے لئے ناصر ہال کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ اس تقریب میں تعلیم الاسلام کالج کے سابق طلباء کے علاوہ دیگر معزز مہمانوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا جن میں مکرم ومحترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ، نائب امراء، مرکزی عاملہ کے ممبران ریجنل امراء ریجنل مبلغین وغیرہ شامل تھے۔ اس کے علاوہ تعلیم الاسلام کالج میں پڑھنے والے طلباء کو یہ اجازت بھی دی گئی تھی کہ وہ اپنے بچوں کو بھی اس تقریب میں لا سکتے ہیں۔

آج کی تقریب کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفس نفیس شمولیت فرمائی اور حاضرین کو اپنے خطاب اور زرّیں نصائح سے نوازا۔ حضور انور کی آمد سے قبل بعض ممبران نے سٹیج پر آکر کالج کے زمانے کی یادیں تازہ کیں اور اُس دَور کے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات سُنائے۔ مکرم افضل ترکی صاحب نے کالج اور ربوہ کے بارے میں اپنا کلام بھی سنایا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی اور اس کا ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم ومحترم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن وصدر ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یوکے نے مختصر رپورٹ پیش کی۔ محترم صدر صاحب نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں ہماری ایسوسی ایشن کام کر رہی ہے۔ دوران سال اجلاسات منعقد ہوتے رہے ہیں۔ اب تک اللہ کے فضل سے 208 طلباء رجسٹر ہو چکے ہیں اور یہ کام جاری ہے۔ ای گزٹ ''المینار'' باقاعدہ طور پر ہر مہینے شائع ہو رہا ہے اور تمام ممبران کو ای میل کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں مستحق طلباء کی مدد کے لئے ایسوسی ایشن کے ممبران کی طرف سے دو لاکھ روپے کی رقم بھی ادا کی گئی ہے۔

اس کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جملہ حاضرین سے مختصر خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ابھی مَیں دیکھ رہا تھا کہ تعلیم الاسلام کالج کے اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے لیٹر ہیڈ پر ایک کونے میں جو لوگو دیا گیا ہے وہ علم و عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ طلباء جنہوں نے تعلیم الاسلام کالج سے تعلیم حاصل کی خواہ انہوں نے وہاں سے تعلیم مکمل کی یا نہیں کی لیکن ایک ایک چیز جو تعلیم الاسلام کالج میں ہر طالب علم سیکھتا اور اس کے کردار کا حصہ بن جاتا ہے وہ اخلاق کا علم ہے۔ ہر طالبعلم اپنے اساتذہ سے اعلیٰ اخلاق سیکھ کر اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں کالج میں رہا ہوں جہاں تک مَیں نے دیکھا ہے وہاں اعلیٰ اخلاق پر زور دیا جاتا تھا۔ وہاں اپنی دینی کلاسیں بھی لگتی تھیں۔ غیر از جماعت بھی پڑھتے تھے لیکن ایک چیز جو کالج کا ہمیشہ سے طرّۂ امتیاز رہا ہے جب تک وہ نیشنلائز نہیں ہوئے، وہ یہ ہے کہ طلباء میں اخلاقی قدریں قائم کی جاتی تھیں۔ ٹیوٹوریل گروپ ہوتے تھے۔ صوفی بشارت الرحمٰن صاحب اور دیگر اساتذہ ہوتے تھے جو اخلاق اور معاشرہ میں رہنے کے طریقوں پر لیکچر دیا کرتے تھے۔ اکثر طلباء ان سے استفادہ کرتے تھے۔ ایک بڑا حصہ طلباء کا ایسا ہے جنہوں نے ان اخلاق کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کی۔ یہ بہت بڑا علم ہے۔ لیکن علم حاصل کرکے اگر انسان میں تکبر پیدا ہو جائے، اخلاقی قدروں پر عمل نہ کرنے والا ہو تو اس علم کا کوئی فائدہ نہیں۔ علم بھی وہی کام دیتا ہے جس کے ساتھ اعلیٰ اخلاق ہوں۔ یہی ایک بات ہے جس کو پیدا کرنے کے لئے ہمارے اساتذہ کی طرف سے کوشش کی جاتی تھی۔ یہی چیز ہے جو آج ہمیں اپنے ماحول میں جاری کرنی چاہئے۔ وہ روحانی قدریں ہیں جو اسلام نے، احمدیت نے ہمیں سکھائیں۔ ان اخلاق پر عمل اور آگے اپنی نسلوں کو اس پر قائم کرنا بہت بڑا کام ہے۔ اگر ہم یہ کرلیں تو انشاء اللہ ہم دنیا کے دل جیتنے والے بن جائیں گے۔

حضور انور نے اعلیٰ اخلاقی قدروں کو اپنانے پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں اپنے علم کو صیقل کرنے کے لئے ان باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو اعلیٰ اخلاق کی صورت میں ہم نے سیکھے یا ہمیں سکھائے اور بتائے گئے اور ان باتوں کو ہمیں اپنی نسلوں میں بھی جاری کرنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے قبل ازیں ٹی آئی کالج سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے صدر مکرم عطاء المجیب صاحب راشد کی رپوٹ کے حوالہ سے فرمایا کہ انہوں نے کہا ہے کہ 208 طلباء کی رجسٹریشن ہوگئی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ میرے علم کے مطابق بہت سے ایسے ہیں جو جماعتی ذیلی تنظیموں کا حصہ ہیں لیکن آپ کی ایسوسی ایشن کے ممبر نہیں ہیں۔ بعض کو آپ جانتے ہوں گے ان کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ایک شخص نے یہ عذر پیش کیا کہ جس شخص نے مجھے اجلاس میں آنے کے لئے کہا تھا اس کا نام الیکشن میں پیش ہونا تھا اور مجھے اس کو ووٹ دینا پڑتا تھا جو مَیں اسے نہیں دینا چاہتا۔ اس لئے مَیں اجلاس میں نہیں آرہا۔ حضور نے فرمایا کہ جرأت تو اس بات میں ہے کہ اجلاس میں شامل ہوں اور پھر اگر سمجھتے ہیں کہ کوئی ووٹ کا اہل نہیں تو اسے ووٹ نہ دیں۔

حضور نے دعا کی کہ اللہ کرے یہ ایسوسی ایشن آگے بڑھتی چلی جائے۔ اصل مقصد یہ ہے کہ ہم سب اکٹھے ہوں۔ احمدی بھی اور تعلیم الاسلام کالج کے غیر از جماعت طلباء کو بھی ڈھونڈ کر نکالنا چاہئے۔ اس ماحول میں وسعت پیدا ہوگی اور اس سے جہاں تعارف بڑھے گا وہاں بہت سی غلط فہمیاں جو دور رہنے کی وجہ سے یا ماحول کے زیر اثر یا مُلّاں کی غلط باتوں کے زیر اثر پیدا ہوگئی ہیں وہ بھی دور ہو جائیں گی۔ جب وہ دیکھیں گے کہ باوجود اس کے کہ احمدیوں پر ظلم ہو رہے ہیں، ان کے حق غصب کئے جا رہے ہیں پھر بھی احمدیوں کا کردار وہی ہے اور ان لوگوں میں وہ نرمی اور پیار اور محبت ہے جو اس ادارہ کا خاصّہ تھا۔ اس سے ان کی نسلوں میں احمدیت کے تعارف میں وسعت پیدا ہوگی اور اس طرح پر تبلیغ کے راستے بھی کھلتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مقصد یہی ہے کہ ہمارے ادارے کا جو خاص امتیاز تھا یعنی اعلیٰ اخلاق اور ان پر عمل کرنے کی کوشش اور اپنے ماحول میں اس کو پھیلانا اور دوسروں کو زیادہ سے زیادہ قریب کرنا وہ قائم رہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر جو احمدی طلباء پاکستان میں آج کل پڑھ رہے ہیں۔ وہاں فیسیں بہت زیادہ ہوگئی ہیں۔ جماعت کروڑوں روپے ان پر خرچ کرتی ہے۔ یہاں جو لوگ بہتر حالات میں ہیں ان کو اس طرف بھی توجہ کرنی چاہئے اور ان غریب بچوں کا خیال رکھیں اور امداد طلباء کی مدّ میں جو دے سکتے ہیں وہ دیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مختصر خطاب کے بعد آخر پر دعا کروائی۔ اس کے بعد نماز عشاء کے لئے وقفہ ہوا۔ نماز کے بعد حاضرین کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا جس کے بعد ایسوسی ایشن کے عہدیداران اور جملہ ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

مکرم مبارک صدیقی صاحب سیکرٹری اشاعت ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یوکے کی رپورٹ کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ کے واپس تشریف لے جانے کے بعد آئندہ تین سالوں کے لئے ایسوسی ایشن کے عہدیداران کے انتخابات عمل میں آئے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اس غرض سے مکرم زرتشت منیر خان صاحب (امیر جماعت احمدیہ ناروے) کو نگران مقرر فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ کی زیر صدارت ونگرانی عہدیداران کے انتخاب کی کارروائی ہوئی۔ اس تقریب میں تعلیم الاسلام کالج کے 113 سابق طلباء سمیت کل 200 افراد نے شرکت کی۔

تنزانیہ کے رووما (Ruvuma) ریجن میں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

شہر کے میئر، ڈسٹرکٹ کمشنر سمیت کئی اہم سرکاری اور غیر سرکاری اکابرین کی جلسہ میں شرکت

”احمدیہ مسلم جماعت کا محبت اور امن کا پیغام میرے لیے بہت متاثر کن ہے اس پیغام میں دنیا کو درپیش مسائل کا حل موجود ہے۔“ (میئر سونگیا)

(رپورٹ: عابد محمود بھٹی صاحب ریجنل مبلغ سونگیا ریجن)

خدا تعالیٰ کا فضل و کرم اور احسان ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ تنزانیہ کو صوبہ Ruvuma“ کا سالانہ جلسہ منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ جلسہ دو دن تک اپنی برکات و فیوض سے صوبہ رووما (Ruvuma) کے احمدیوں کو متمتع کرتا رہا۔

جلسہ کی تیاری کے لئے سب سے اہم مسئلہ جلسہ گاہ کی تیاری تھی جسے اطفال و خدام، ناصرات و لجنہ کے گروپوں نے بڑی محنت سے تیار کیا۔ جلسہ گاہ کے لیے سونگیا شہر کی مسجد ”فرقان“ کے ساتھ موجود ایک بڑے وسیع احاطے کا انتخاب کیا گیا جس کی صفائی اور آرائش و تزئین کا کام احباب جماعت نے بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ جلسہ گاہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات خوبصورت بینرز کی شکل میں آویزاں کئے گئے۔ اس میں پیار و محبت، امن و سلامتی جیسے اہم موضوعات پر آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ منتخب کر کے بینرز تیار کیے گئے جن کی وجہ سے جلسہ گاہ ایک خوبصورت ماحول پیش کر رہی تھی۔

جلسہ سالانہ کے لیے مہمان ایک دن قبل ہی مشن ہاؤس پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ خصوصاً دُور کی جماعتوں والے، جبکہ قریبی جماعتوں کے احباب اسی دن صبح تشریف لائے۔ اسی طرح دارالسلام سے محترم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر و مشنری انچارج اپنے وفد کے ہمراہ جلسہ سے ایک رات قبل تشریف لے آئے تھے۔

جلسہ کا پہلا دن

28/ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک جلسہ کا پہلا روز تھا۔ اس دن کا آغاز جماعتی روایات کے مطابق باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ ناشتہ کے بعد احباب نے نماز جمعہ کی تیاری کی۔ احباب جماعت نماز جمعہ کے وقت سے قبل ہی مسجد فرقان سونگیا میں حاضر ہو چکے تھے۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ احباب نے ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست سنا اور دیکھا۔

جلسہ سالانہ کے پہلے دن کے پہلے اجلاس کی کارروائی حضور انور کے خطبہ جمعہ کے معاً بعد مکرم مولانا طاہر محمود چوہدری صاحب کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم اور اس کے سواحیلی ترجمہ سے شروع ہوئی۔ اس اجلاس کے لیے سرکاری طور پر مہمان خصوصی ریجنل کمشنر صاحب تھے۔ وہ اس دن اپنے بیٹے کی شادی کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے، مگر انہوں نے خصوصی پیغام دے کر ریجنل ایڈمنسٹریٹو سیکرٹری صاحب کو بھجوایا جو بروقت تشریف لے آئے۔ ترجمہ قرآن کریم کے بعد محترم امیر صاحب نے حاضرین جلسہ سے خطاب کیا اور احباب جماعت کو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کے مطابق جلسہ کی اغراض و مقاصد اور برکات سے بخوبی مستفید ہونے کی تلقین فرمائی۔

اس کے بعد ریجنل کمشنر صاحب کے نمائندہ نے ان کا پیغام پڑھ کر سنایا جس میں انہوں نے جلسہ کے انعقاد پر اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا تھا اور حاضرین جلسہ کو مبارکباد دی تھی۔

اس پیغام کے بعد حاضرین جلسہ کی خدمت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا سواحیلی میں تفصیلی خلاصہ پیش کیا گیا جسے تمام احباب نے بڑی توجہ سے سنا۔ پہلے دن کے اس اجلاس کے آخر پر ”ایک احمدی حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں“ کے عنوان پر ایک ایمان افروز تقریر کی گئی جس کے ساتھ پہلے دن کے اجلاس کی کارروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔

دوسرے دن کا اجلاس

29/ اکتوبر بروز ہفتہ دوسرے دن کی کارروائی کا آغاز صبح 9:00 بجے تلاوت قرآن کریم اور اس کے سواحیلی ترجمہ سے ہوا۔ اس اجلاس کے مہمان خصوصی سونگیا کے D.C صاحب تھے۔ سواحیلی زبان میں منظوم کلام کے بعد مکرم امیر صاحب تنزانیہ نے صدر مجلس کو جلسہ میں خوش آمدید کہا۔ معزز مہمان کی خدمت میں جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف پیش کیا گیا اور انسانیت کے لئے جماعت احمدیہ کی خدمات کا تذکرہ کیا گیا۔ ان تعارفی کلمات کے بعد مہمان خصوصی جناب D.C صاحب سونگیا نے شاملین جلسہ سے خطاب کیا۔ انہوں نے جلسہ میں شرکت کی دعوت پر شکریہ ادا کرتے ہوئے ملک بھر میں جماعتی رفاہی خدمات پر جماعت کو مبارکباد دی۔ نیز کہا کہ جماعت کے مبلغ ہر سطح پر گورنمنٹ کے پروگراموں میں نہ صرف شامل ہوتے ہیں بلکہ بھرپور تعاون کرتے ہیں۔

اس کے بعد ”عبادت کی اہمیت“، ”خلافت جماعت احمدیہ کا امتیازی نشان“، ”آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بطور رحمۃ للعالمین“، ”اسلام دینِ امن ہے“ جیسے اہم و ضروری عناوین پر علماء سلسلہ نے تقاریر کیں۔

اس روز آخری سیشن کے سرکاری مہمان سونگیا شہر کے میئر صاحب تھے۔ آپ نے جلسہ میں شرکت کی دعوت پر تہہ دل سے شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ کھلے دل سے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ احمدیہ مسلم جماعت پیار و محبت اور امن و سلامتی پر یقین رکھنے والی جماعت ہے۔ اور اس جلسہ میں آ کر انہیں یہ جاننے اور سمجھنے کا موقع ملا ہے کہ اسلام واقعۃً امن کا مذہب ہے اور دنیا کے مسائل کا حل آج اسلام کے اس امن کے پیغام میں ہی ہے۔

میئر صاحب کی اس حقیقت افروز تقریر کے بعد امیر صاحب تنزانیہ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور حاضرین جلسہ سے اختتامی خطاب کیا۔

آپ نے اپنے خطاب میں جلسہ میں کی گئی تقاریر کو یاد رکھنے، اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے، حقیقی احمدی بننے اور اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کرنے کی طرف احباب جماعت کو بھرپور توجہ دلائی۔ آخر میں دعا کروائی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعودؑ کی ان تمام دعاؤں کا وارث بنائے جو آپؑ نے ان جلسوں میں شامل ہونے والوں کے لئے فرمائی ہیں۔

اس جلسہ میں احمدی و غیر احمدی احباب نے بکثرت شرکت کی۔ کل 13 سرکاری مہمان و اکابرین نے شمولیت اختیار کی۔ اس کے علاوہ 36 غیر از جماعت دوست بھی شامل ہوئے۔ 6 خدام 65 کلو میٹر سے زائد کا فاصلہ سائیکلوں کے ذریعے طے کر کے جلسہ میں شامل ہوئے۔ اس طرح مقامی احباب جماعت کو ملا کر کل 364 افراد نے اس بابرکت جلسہ میں شرکت کی۔

معزز مہمانان کے تأثرات

جلسہ میں مدعو معزز مہمانوں نے جماعت احمدیہ کی تعلیم، اشاعت کتب، صحت اور پانی کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا اور جلسہ کی مبارکباد دی۔ یہ بھی کہا کہ وہ جماعت احمدیہ کے حب الوطنی کے جذبے اور تعلیمات سے بہت متأثر ہوئے ہیں“۔

اسی طرح میئر صاحب سونگیا نے بھی جلسہ میں شرکت کی دعوت پر بار بار شکریہ ادا کیا۔ آپ نے کہا ”میں نے اس جلسہ میں شریک ہو کر جماعت احمدیہ اور اسلام کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہے جو مَیں پہلے نہیں جانتا تھا۔ ایک بات یہ سیکھی کہ اسلام کے معنے امن کے ہیں۔ اور اسلام امن کی تعلیم دیتا ہے“۔ آپ نے یہ بھی کہا ”ایک خاص بات میں نے یہ بھی سیکھی ہے کہ احمدی محبت اور پیار پر یقین رکھنے والے لوگ ہیں اور یہ محبت اور پیار مجھے اس جلسہ کے ماحول میں نظر آیا ہے“۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ ”احمدیہ مسلم جماعت کا محبت اور امن کا پیغام میرے لیے بہت متأثر کن ہے۔ اس پیغام میں دنیا کو درپیش مسائل کا حل موجود ہے۔“

اسی طرح تمام سرکاری مہمانوں نے جماعت کے امن کے پیغام اور اس سلسلہ میں جماعت کی کوششوں کو سراہا۔ جماعت کے ماٹو ”محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں“ کی حسین تعلیم سے آگاہی دی گئی اور جماعت کی حبّ الوطنی کی تعلیمات سے روشناس کروایا گیا۔

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں کورج

جلسہ سالانہ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے میڈیا میں کافی کوریج ملی اور جماعت کے پیار و محبت اور امن و سلامتی کے پیغام کو خوب سراہا گیا۔

ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد تک جماعت کا تعارف اور پیغام بڑے اچھے طریق پر پہنچا۔ TV، ریڈیو اور اخبارات کے 9 نمائندگان جلسہ میں شامل ہوئے اور جلسہ کی نہ صرف ریکارڈنگ کی بلکہ اسے اپنے اپنے پروگراموں میں نشر بھی کیا۔ اسی طرح ریڈیو Uhuru نے جلسہ کے اغراض و مقاصد پر تفصیلی خبر نشر کی اور وضاحت سے بیان کیا کہ یہ جلسہ احمدی احباب کی تعلیم و تربیت اور اخلاقی و روحانی ترقی کے لیے ہر سال ہوتا ہے تا کہ احمدیہ جماعت سے وابستہ افراد اپنے معاشرہ اور ملک و قوم کے مفید شہری بن سکیں۔ ریڈیو نے کہا کہ جلسہ جماعتی روایات کا حصہ ہے جس کا آغاز بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے فرمایا تھا اور دنیا میں ہر جگہ جہاں جہاں جماعت موجود ہے اس نیک مقصد کے لئے ایسے جلسے کیے جاتے ہیں۔

آخر پر قارئین الفضل کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے دوررس شیریں ثمرات ظاہر فرمائے۔ آمین

جماعت احمدیہ ٹوگو کے تحت انٹرنیشنل فیئر میں بکسٹال کا انعقاد

(رپورٹ: عرفان احمد ظفر - مبلغ انچارج ٹوگو)

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ ٹوگو (Togo) کو گزشتہ سال ایک انٹرنیشنل فیئر میں اپنا بکسٹال لگانے کی توفیق بخشی۔ یہ نمائش مغربی افریقہ کی تنظیم ECOWAS کے تحت منعقدہ ایک فیئر میں بکسٹال لگا کر کی گئی۔ اس نمائش میں 16 ممالک نے شرکت کی۔ خاص بات یہ ہے کہ اس فیئر میں پہلی دفعہ کسی اسلامی تنظیم نے شرکت کی ہے اور یہ اعزاز جماعت احمدیہ ٹوگو کے حصہ میں آیا۔ الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگوں نے بڑی دلچسپی سے ہمارے اسٹال کو دیکھا اور کتابیں خریدیں۔ اسٹال پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی بڑی بڑی تصاویر لوگوں کی توجہ کا مرکز بنی رہیں اور اس سے تبلیغ کے مواقع ملے۔ اسی طرح ٹی وی پر سوال و جواب کی مجالس دکھائی جاتی رہیں۔ یہ بھی لوگوں کی توجہ کو کھینچتی تھیں۔

اسٹال پر قرآن کریم کے مختلف تراجم نمائش کے لئے رکھے گئے تھے یہ لوگوں کے لئے اور خاص طور پر مسلمانوں کے لئے بہت حیران کن بات تھی۔

اس موقعہ پر قریباً آٹھ ہزار افراد نے ہمارے سٹال کا وزٹ کیا اور کل 1500 کے قریب کتب فروخت ہوئیں جن کی کل مالیت قریباً ڈیڑھ ملین فرانک سیفا بنتی ہے۔

لوگوں نے جماعتی کتب کو بہت پسند کیا اور خاص طور پر فرنچ میں مترجم نماز، یسرنا القرآن، اسلام کے متعلق کتب اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کتب کو بہت پسند کیا گیا۔

اسی طرح جماعتی تعارف پر مشتمل بیس ہزار پمفلٹس تقسیم کئے گئے۔ اس فیئر کے اختتام پر گورنمنٹ کی طرف سے ایک تعریفی سرٹیفکیٹ بھی دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان کوششوں میں برکت ڈالے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے والے ہوں۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

بقیہ از صفحہ 16: مسجد طاہر کا افتتاح

تھیں۔ بعد میں مکرم ڈاکٹر شبیر بھٹی صاحب اور مکرم ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب بھی اس جماعت کے صدر رہے۔ مکرم راجہ مسعود احمد صاحب کے اس علاقہ سے منتقل ہونے پر 2003ء میں مکرم طارق چودھری صاحب نے اپنے گھر کا ایک حصہ بطور نماز سینٹر وقف کئے رکھا۔ افراد جماعت کی تعداد میں اضافہ کے ساتھ 2010ء میں اس جماعت کو دو حصوں لیوشم اور براملی میں تقسیم کیا گیا۔ 2011ء میں پانچ لاکھ ستر ہزار پاؤنڈز کے خرچ سے یہ جگہ مسجد کے لئے خریدی گئی (اور پھر اسے مسجد کی صورت میں ڈھالا گیا جس پر کم وبیش ایک لاکھ پاؤنڈز کا خرچ آیا)۔ اس وقت مسجد میں 280 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ گراؤنڈ فلور پر مسجد کا مین مردانہ ہال ہے اور پہلی منزل پر عورتوں کے لئے نماز کی جگہ ہے۔ اسی طرح اس عمارت میں دو رہائشی فلیٹس ہیں۔ چند ایک دفاتر اور کچن کے علاوہ مسجد کے صحن میں 30 کاروں کی پارکنگ کی گنجائش ہے۔

مکرم امیر صاحب کے مختصر تعارفی کلمات کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الحمدللہ کہ آج آپ کو اس علاقہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک مرکزی مسجد مہیا فرما دی ہے۔ اب اس مسجد کا حق ادا کرنا یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہر احمدی کو اپنے پیش نظر رکھنی چاہئے کہ صرف مسجد بنا کر اس کی ظاہری خوبصورتی دکھا کر مسجد کا مقصد پورا نہیں ہو جاتا۔ مسجد کا مقصد تب پورا ہوتا ہے جب اس میں آنے والے نمازی ہر لحاظ سے پاک دل لے کر اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے حاضر ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس مسجد کا نام 'مسجد طاہر' رکھا ہے اور اس لفظ میں آپ کے لئے یہ سبق ہے کہ جہاں اسے ظاہری لحاظ سے ہمیشہ پاک صاف رکھیں وہاں دلوں کو بھی صاف کرتے ہوئے اس مسجد میں حاضر ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کو خانہ کعبہ کی تعمیر نو کے وقت خاص طور پر تاکیدی ہدائت فرمائی تھی کہ تم دونوں اس گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں، رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھو۔ حضور انور نے فرمایا کہ خانہ کعبہ کا ایک مقام ہے اور اس کے تتبع میں ہماری مساجد قائم ہوتی ہیں۔ خانہ کعبہ میں تو طواف کا حکم ہے لیکن دیگر مساجد طواف کے علاوہ باقی تمام کام انجام دیتی ہیں۔ ان میں اعتکاف بھی بیٹھتے ہیں اور نمازوں کے لئے رکوع و سجود ہیں۔ پس مساجد کو پاک صاف رکھنا بہت ضروری ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں ایک دوسری جگہ مسجد ضرار کا ذکر آتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس میں داخل نہ ہونا بلکہ اس مسجد میں داخل ہونا جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ جن میں ایسے لوگ نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں جن کے دلوں میں خواہش ہے کہ وہ پاک ہوں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ اس مسجد میں جاؤ جہاں ایسے پاک دل لوگ آتے ہیں تو یہ حکم آج بھی جاری ہے۔ مسجد میں اس خواہش کے ساتھ آئیں کہ ہم نے اپنے دلوں کو پاک کرنا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ دین کا علم حاصل کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے طہارت و پاکدامنی ایک بہت ضروری چیز ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس علاقہ میں یہاں کے لوگ جب بھی نماز پڑھنے کے لئے یہاں آئیں اور مسجد طاہر کا لفظ باہر دیکھیں تو اس سوچ کے ساتھ اس میں داخل ہوں کہ ہم نے پاک دل ہو کر آنا ہے۔ پاک دل ہو کر عبادت کرنی ہے اور پاک دل کے ساتھ ہی ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا ہے۔ جب یہ چیزیں پیدا ہو جائیں گی تو پھر محبت و پیار کی ایسی فضا قائم ہوگی جس کا دوسروں پر بھی اثر ہوگا۔ اور لوگ آپ کو دیکھیں گے تو ان کو یہ خیال آئے گا کہ یہ لوگ وہ ہیں جو خالص ہو کر عبادت کرنے والے ہیں۔ یہی چیز پھر تبلیغ کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جہاں اسلام کو پھیلانا چاہو وہاں مسجد بنا دو تو اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ جب دوسرے لوگ ان کے آپس کے ماحول اور محبت و پیار کو دیکھیں گے تو اسلام کی تبلیغ کا ذریعہ بنیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ صرف نام سے یا محض مسجد بنانے کی کوئی اہمیت نہیں جب تک کہ اس نام کے حقیقی معنے آپ کے دلوں میں قائم نہ ہوں۔ حضور انور نے آخر پر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر کے مقاصد کو پورا فرمائے۔ پھر حضور انور نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی۔

مسجد طاہر کے افتتاح کی مناسبت سے ایک خصوصی تقریب

مسجد طاہر کے افتتاح کی مناسبت سے مسجد کے احاطہ میں ایک مارکی لگا کر خصوصی تقریب کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جس میں خصوصیت سے غیر مسلم مہمانوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ اس تقریب میں شمولیت کے لئے آنریبل Heidi Alexander ممبر آف پارلیمنٹ اور Sir Steve Bullock میئر آف لیوشم اور کئی دیگر معززین بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ ہر دو خصوصی مہمانوں نے اس تقریب سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مسجد سے ملحقہ دفتر میں علیحدہ ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ بعد ازاں چھ بج کر چالیس منٹ پر مارکی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری پر تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عثمان ظہیر صاحب نے کی اور اس کا انگریزی ترجمہ قاصد احمد صاحب نے پڑھا۔ اس اجلاس کی کمپیئرنگ کے فرائض مکرم ڈاکٹر شبیر بھٹی صاحب نائب امیر یوکے نے ادا کئے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم نسیم بٹ صاحب ریجنل امیر نے استقبالیہ ایڈریس میں ساؤتھ لندن ریجن کی طرف سے مسجد طاہر کے افتتاح پر تشریف لانے والے تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور لوکل کونسل کا اس مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں ہر لحاظ سے تعاون پر دلی شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ جماعت احمدیہ نسبتاً ایک چھوٹی جماعت ہے لیکن یہی وہ مسلم جماعت ہے جس نے سب سے پہلے لندن میں مسجد بنائی اور یہی وہ جماعت ہے جس نے ویسٹرن یورپ میں سب سے بڑی مسجد بنانے کی سعادت حاصل کی۔ یہ سب خدا کا فضل ہے اور خلافت کی برکت ہے۔ حضور کی دعاؤں اور راہنمائی سے ہم یہ مقصد حاصل کر سکے ہیں۔

مکرم ریجنل امیر صاحب کے تعارفی کلمات کے بعد محترمہ ہیڈی الیگزنڈر ایم پی نے حاضرین سے خطاب کیا اور کہا کہ میرے لئے یہ امر باعث عزت ہے کہ میں آپ کی مسجد کے افتتاح کی خوشی میں شامل ہو رہی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ یہاں دنیا کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے لوگ آباد ہیں اور باہم مل جل کر رہتے ہیں۔

ان کے بعد لیوشم کے میئر Sir Steve Bullock نے بھی مختصر ایڈریس میں اس تقریب میں شمولیت پر خوشی کا اظہار کیا اور آئندہ بھی ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت یوکے کی طرف سے ممبر پارلیمنٹ محترمہ Heidi Alexander اور میئر لیوشم کونسل کی نامزد الگ الگ چیریٹیز کے لئے کل پانچ ہزار پاؤنڈز کے چیک دیئے۔ اسی طرح ہر دو مہمانوں کے علاوہ لوکل پولیس کمشنر اور چند دیگر مہمانوں کو جماعت کی طرف سے خصوصی گفٹ دیئے گئے۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطاب کے لئے ڈائس پر تشریف لائے۔ حضور انور نے حاضرین سے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔ تشہد، تعوّذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام حاضرین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا اور فرمایا کہ آج ہم سب لندن کے اس حصہ میں اپنی نئی مسجد طاہر کے افتتاح کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ اس علاقہ میں بسنے والے احمدی بہت دیر سے اس بات کی شدید خواہش رکھتے تھے کہ اس ایریا میں ان کے پاس ایک مرکز ہو جہاں وہ اکٹھے ہو کر خدا کی عبادت کر سکیں اور جہاں ان کی روحانی نشوونما کے سامان ہو سکیں۔ اس لئے اس ایریا کے احمدی مسلمانوں کے لئے یہ مسجد بہت اہمیت کی حامل ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہاں پر یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ اس مسجد کی تعمیر لوکل کونسل کی مدد اور تعاون اور لوکل اتھارٹیز اور لوکل افراد کے تعاون کے بغیر ممکن نہ تھی۔ اس لئے مَیں سب سے پہلے ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس مسجد کی تعمیر کے لئے ہر طرح کی مدد کی اور تعاون فراہم کیا اگرچہ وہ جماعت احمدیہ کے ممبر نہیں تھے۔ اسی طرح ان تمام معزز مہمانوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو آج مسجد کے افتتاح کی تقریب میں شمولیت کے لئے یہاں آئے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کا یہ gesture اس بات کا اظہار ہے کہ اگرچہ آپ احمدیہ جماعت کے ممبر نہیں ہیں لیکن اس اختلاف سے قطع نظر آپ انسانی قدروں کو اہمیت دیتے ہیں جو انسانی مقام کو بڑھاتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ مذہب کے بارہ میں اسلام کی تعلیمات بہت واضح ہیں۔ ہم مسلمانوں کو یہ تعلیم ہے کہ ہر شخص کے مذہب کا معاملہ اس شخص اور خدا کے درمیان ہے۔ قرآن کریم واضح طور پر فرماتا ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ علاوہ ازیں ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ مذہب سے قطع نظر ہر دوسرے شخص کے حقوق ادا کرے کہ یہی وہ طریق ہے جس سے امن اور ہم آہنگی پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی مذہب کو نہیں مانتا تو اس کے بارہ میں فیصلہ کرنا خدا کا کام ہے۔ دوسری طرف ایسے لوگ ہیں جو دوسروں کا حق ادا کرنے سے محروم ہیں اور اس پہلو سے اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کرتے تو خدا تعالیٰ ان کو سزا دے گا اور بعض دفعہ اِس دنیا میں بھی انہیں سزا ملتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن مجید کا آغاز اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کے الفاظ سے ہوتا ہے۔ یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ خدا وہ ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے اور وہی ہے جو ساری کائنات کا خالق ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ الفاظ ہر نماز کی ہر رکعت میں ہر مسلمان دہراتا ہے۔ اس طرح ہر مسلمان کے لئے ان الفاظ میں یہ اہم پیغام ہے کہ انسان کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ خدا کی مخلوق ہے اور خدا اُسے دیکھ رہا ہے۔ اسی کی ہم عبادت کرتے ہیں کیونکہ وہ ربّ العالمین ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن نے بتایا ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ سورج، ہوا، پانی سب چیزیں خدا کی مخلوق کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہیں کیونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ انسانوں کو دوسری قسم کی زندگیوں پر فوقیت دی گئی اور انہیں انسانوں کی خدمت پر مامور کیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بعض ایسی چیزیں ہیں جو تمام انسانوں کو دی گئی ہیں اور ان کے خدا کو ماننے یا مذہب کی بنا پر فرق نہیں کیا گیا اور ان نعمتوں سے تمام انسان فائدہ اٹھاتے ہیں خواہ وہ خدا کو مانتے ہیں یا نہیں مانتے۔ لیکن وہ لوگ جو خدا سے خاص تعلق رکھتے ہیں، وہ جو خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس کے سامنے جھکتے ہیں اس وجہ سے کہ اس نے ان پر احسان کئے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خاص نعمتوں کے وارث ہوتے ہیں اور اس کا نتیجہ روزمرہ کی زندگی میں نظر آتا ہے اور وہ مرنے کے بعد پھر خدا کی طرف سے خاص برکات پاتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ربّ العالمین کے الفاظ بتاتے ہیں کہ انسان کو اپنی توفیق کے مطابق خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے اسی لئے اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کے الفاظ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھے جاتے ہیں اور دن بھر میں قریباً تیس مرتبہ انہیں دہرایا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس میں یہ تعلیم ہے کہ مسلمان کو کسی کا حق تلف نہیں کرنا چاہئے اور مذہب، قومیت وغیرہ کے فرق کو نظرانداز کرتے ہوئے دوسروں سے حسن سلوک کرنا چاہئے۔ اور اپنی تمام صلاحیتوں اور استعدادوں کو دوسروں کے فائدے کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر نماز میں مسلمان کو یاد دلایا جاتا ہے کہ خدا بہت فضل کرنے والا ہے اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ایک سچے مسلمان کو یہ تعلیم ہے کہ وہ خدا کی صفات پر غور کرے اور دیگر انسانوں کے ساتھ رحم کا سلوک کرے۔ حضور نے فرمایا کہ کیا کوئی خدا پر سچا ایمان لانے والا اور اس کی صحیح معنوں میں عبادت کرنے والا کسی دوسرے کا حق غصب کر سکتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ ہم احمدی مسلمان یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے اس زمانہ کے امام کو مانا ہے اور وہ مسیح موعودؑ ہے۔ آپؑ نے احمدیہ جماعت کی بنیاد رکھی اور اسلام کی اصل تعلیمات کو ہمارے سامنے رکھا۔ ہم جو آپؑ کے تابع ہیں اپنے تمام وسائل کو بلاتمیز رنگ و نسل و مذہب وعقیدہ لوگوں کی بھلائی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ ہم ایسا کسی ذاتی نفع کے لئے نہیں کرتے بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کے قرب کے حصول کے لئے کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ احمدی جب مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو اس سے ہمارا بنیادی مقصد خدا کی عبادت ہے اور اس کے علاوہ انسانیت کی خدمت کے لئے مل بیٹھ کر ڈسکشن کرنا اور اس کے لئے پروگرام بنانا ہے اور احمدی مسلمان اس بات پر غور کرتے ہیں کہ ہمارے خلیفہ نے فلاں فلاں سکیم جاری کی ہے تو ہم اس میں کس طریق پر حصہ لے سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مسجد خدا کی عبادت کے لئے اور مشترکہ طور پر انسانیت کی خدمت کے لئے استعمال کرنے کے لئے ہے۔ خلاصہ یہ کہ مساجد کے دو بڑے مقاصد ہیں۔ اوّل خدا کی عبادت اور دوم خدا کی مخلوق کی خدمت۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ کوئی مسجد جو ان دو مقاصد سے خالی ہے وہ مسجد کی تعمیر کے مقصد کو پورا نہیں کرتی۔ حضور نے فرمایا کہ اگر یہی مسجد کے مقاصد ہوں تو ہر ایریا میں مسجد ہونی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ صرف مسجد کا لفظ سن کر یا مسجد کے لئے پلاننگ کا ذکر سن کر بعض مقامی باشندے فکرمند ہو جاتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ اگر ان کے ایریا میں مسجد بنی تو شہر کا امن خراب ہو جائے گا اس لئے وہ مسجد کی تعمیر کی مخالفت کرتے اور اس میں روکیں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ بدقسمتی سے بعض مسلمان غلط طرز عمل اپناتے ہیں جس وجہ سے لوگوں کو یہ خدشات ہوتے ہیں۔ لیکن چند گمراہ لوگوں کے رویہ کی بنا پر دیگر معصوم مسلمانوں کو ان کے حق سے محروم نہیں کرنا چاہئے۔ امن اسی طرح قائم ہو سکتا ہے کہ سب لوگ مشترکہ مقاصد کے لئے مل کر کام کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تمام مذاہب کے بانیان کو مانتے ہیں۔ اس لئے کوئی سچا مسلمان کسی مذہبی راہنما یا کسی مذہب کا تمسخر نہیں اُڑا سکتا۔ حضور نے فرمایا کہ ایک مسلمان کو قرآن کریم میں یہ تعلیم ہے کہ تمام مذاہب کی عبادتگاہوں کی حفاظت کرے۔ حضور نے فرمایا کہ محض مذہبی اختلاف کی بناء پر معصوم لوگوں کے مذہبی جذبات کو تکلیف دینا غلط بات ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ہم احمدی مسلمان تمام دنیا میں امن کے لئے کوشاں ہیں۔ مَیں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس کام میں ہمارا ساتھ دیں۔ اگر ہم ایک دوسرے کی عزت کریں تو مذہبی اختلاف کے باوجود باہمی محبت اور انسانی قدریں قائم ہو سکتی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ آج دنیا امن کی خواہاں ہے۔ جنگ کے شعلے دنیا کے لئے پریشان کن ہیں۔ اگر یہ مزید پھیلے تو تیسری عالمی جنگ کا خطرہ ہے اس لئے ہر سطح پر ہمیں نفرت کے شعلوں کو بجھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہم یہ کر سکے تو پھر آئندہ نسلوں کے روشن مستقبل کی ضمانت دے سکتے ہیں۔ ہمیں اپنی ذاتی خواہشات کو پس پشت ڈالتے ہوئے آئندہ نسلوں کی بھلائی کے لئے بے غرض ہو کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ جب ہم سب اکٹھے ہوں گے اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں گے تو پھر ہی باہمی محبت پیدا ہو سکتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم یاد رکھیں کہ خدا نے ہمیں پیدا کیا ہے اور وہ اپنی مخلوق سے محبت رکھتا ہے۔ حضور انور نے آخر پر دعا کی کہ ہم میں سے ہر ایک مخلص انسان بن جائے۔

خطاب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ پھر تمام معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اپنا وقت نکالا اور آج کی اس تقریب میں شمولیت کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب قریباً بیس منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی۔ بعد ازاں تمام مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا جس کے ساتھ مسجد طاہر کے افتتاح کی یہ خصوصی تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

بقیہ: جماعت احمدیہ کا آغاز، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی، از صفحہ نمبر 2

آئے گا بالکل غلط اور خلاف منشاء اسلام ہے کیونکہ قرآن و حدیث صراحت کے ساتھ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ کوئی شخص ایک دفعہ مرکر پھر اس دنیا میں دوبارہ زندہ ہو کر نہیں آسکتا بلکہ دوسری زندگی کے لئے آخرت کا گھر مقرر ہے اس مضمون کی بحث بھی چونکہ اوپر گزر چکی ہے اس لئے اس جگہ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

معراج کی حقیقت

مسلمانوں کا ایک کثیر حصہ یہ عقیدہ رکھتا تھا اور رکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے تھے اور وہاں سارے آسمانی طبقوں کی سیر کر کے زمین پر واپس تشریف لائے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس خیال کی بھی تردید فرمائی اور ثابت کیا کہ بے شک معراج برحق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر ضرور تشریف لے گئے مگر آپ کا یہ صعود اس جسم عنصری کے ساتھ نہیں تھا بلکہ ایک نہایت لطیف قسم کا روحانی کشف تھا جس میں آپ کا جسم مبارک اس کرہ ارض سے جدا نہیں ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن و حدیث سے ثابت کیا کہ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانے کا خیال بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے چنانچہ قرآنی بیان کے علاوہ ایک صحیح حدیث میں بھی صراحت کے ساتھ ذکر آتا ہے کہ آسمانوں کی سیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہو گئے اور یہ بھی ذکر آتا ہے کہ معراج کی رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک اپنی جگہ سے جدا نہیں ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تشریح فرمائی کہ اس قسم کے خیالات کی طرف وہی لوگ جھکتے ہیں جو عجوبہ پسندی اور شعبدہ بازی کے شائق ہوتے ہیں حالانکہ اسلام کی غرض شعبدہ بازی نہیں بلکہ انسان کی اخلاقی اور روحانی اصلاح ہے۔ بے شک لوگوں میں یقین پیدا کرنے کے لئے معجزات کی ضرورت پیش آتی ہے لیکن معجزات بھی حکمت پر مبنی ہوتے ہیں اور بہر حال جس چیز کے متعلق قرآن شریف اور حدیث نے صراحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ وہ ایک اعلیٰ روحانی چیز تھی اسے خواہ نخواہ کھینچ کر مادی اور سفلی میدان میں لانے کی کوشش کرنا کسی طرح درست نہیں سمجھا جا سکتا۔ آپ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ معراج کے کشف میں آئندہ کے لئے بعض نہایت لطیف پیشگوئیاں تھیں اور گویا تصویری زبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اور اپنی امت کی آئندہ ترقیات کا نظارہ دکھایا گیا تھا مگر افسوس ہے کہ دنیا کے کوتہ بینوں نے اسے اس کے اعلیٰ اور اشرف مقام سے گرا کر محض ایک شعبدہ قرار دے دیا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہئے۔ ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک نوری جسم کے ساتھ حسب استعداد نفسِ ناطقہ اپنے کے آسمانوں کی سیر کر سکتا ہے۔ پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس ناطقہ کی اعلیٰ درجہ کی استعداد تھی اور انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی اس لئے وہ اپنی معراجی سیر میں معمورۂ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو عرش عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے پہنچ گئے۔ سو درحقیقت یہ سیر کشفی تھا جو بیداری سے اشد درجہ پر مشابہ ہے بلکہ ایک قسم کی بیداری ہی ہے۔ میں اس کا نام خواب ہرگز نہیں رکھتا اور نہ کشف کے ادنیٰ درجوں میں سے اس کو سمجھتا ہوں بلکہ یہ کشف کا بزرگ ترین مقام ہے جو درحقیقت بیداری بلکہ اس کثیف بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفیٰ اور اجلیٰ ہوتی ہے اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے اس جگہ زیادہ لکھنے کی گنجائش نہیں۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 126۔ حاشیہ)

معجزات کی حقیقت

ایک اور لطیف انکشاف جو خدائے علیم نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ظاہر فرمایا وہ معجزات کے متعلق ہے۔ اس بارے میں مسلمانوں کے عقائد اور خیالات میں ایسی ایسی فضول باتیں داخل ہو گئی تھیں کہ انہیں سن کر نہ صرف شرم آتی ہے بلکہ ان سے دین اور ایمان کی غرض و غایت پر ہی پانی پھر جاتا ہے۔ مسلمانوں نے مختلف نبیوں اور ولیوں کی طرف ایسے ایسے معجزات منسوب کر رکھے تھے اور کر رکھے ہیں جن کا کوئی ثبوت قرآن شریف یا حدیث یا کتب سابقہ یا تاریخ میں نظر نہیں آتا اور بعض صورتوں میں استعارہ اور مجاز والے کلام کو حقیقت پر محمول کر کے فرضی معجزوں کا وجود گھڑ لیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس بارے میں نہایت لطیف بحث فرمائی اور جہاں ایک طرف معجزات کے وجود کو برحق قرار دیا وہاں دوسری طرف ان قصوں اور کہانیوں کو ردی کی طرح پھینک دیا جو بعد کے خوش عقیدہ لوگوں کے تخیل نے اپنے پاس سے بنا لئے تھے آپ نے آیات و معجزات کے متعلق ایسے پختہ اصول بیان فرمائے جن سے اس اہم مگر پیچدار مسئلہ پر گویا ایک چمکتا ہوا سورج طلوع کر آیا۔

آپ نے فرمایا کہ معجزہ برحق ہے بلکہ ایمان کو زندہ اور تروتازہ رکھنے کے لئے معجزہ ایک ضروری چیز ہے کیونکہ یہ معجزہ ہی ہے جو انسان کو عقلی دلائل کی دور آمیز فضا سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے مگر اس کے لئے خدا کی طرف سے چند شرائط ضروری اور لازمی کر دی گئی ہیں جنہیں نظر انداز کر کے اصلی اور فرضی معجزہ میں تمیز باقی نہیں رہتی۔ سب سے پہلے تو آپ نے یہ فرمایا کہ معجزہ کو سمجھنے کے لئے ایمان کی حقیقت کا سمجھنا ضروری ہے۔ آپ نے تشریح فرمائی کہ ایمان کی ابتداء ہمیشہ تاریکی اور نور کی سرحد سے شروع ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ ایمان کے ابتدائی مراحل میں ایک خفیف تاریکی کا پردہ حائل رہے اور بالکل روشنی کی صورت نہ پیدا ہو۔ اگر ایمان کی ابتداء کامل روشنی سے ہو تو ایمان کی غرض و غایت باطل چلی جاتی ہے اور ایمان لانا موجب ثواب نہیں رہتا کیونکہ ایک بدیہی اور بین چیز کو ماننا کسی طرح قابل تعریف نہیں سمجھا جا سکتا۔ مثلاً کوئی شخص اس بات پر تعریف اور انعام کا مستحق نہیں بن سکتا کہ اس نے دن چڑھنے پر سورج کو دیکھ لیا ہے یا اسے چودھویں رات کا چاند نظر آ گیا ہے پس ایمان کی ابتدائی حالت میں ایک پہلو تاریکی کا ہونا ضروری ہے مگر یہ بادل کا سا سایہ اس حد تک نہیں ہونا چاہئے کہ ایک عقلمند اور غیر متعصب انسان کو خواہ نخواہ تاریکی کی طرف لے جاوے بلکہ صرف اس حد تک ہونا چاہئے کہ اندھے اور بینا اور عقلمند اور بے وقوف میں تمیز پیدا کر دے اور دیکھنے والے کو تعریف اور انعام کا مستحق بنا دے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اگر ایک نبی مبعوث ہوتے ہی اس قسم کے معجزات دکھانا شروع کر دے کہ قبروں پر جا کر آواز دے اور اس آواز پر قبروں کے مردے نکل کر باہر آ جائیں۔ اور اپنے دشمنوں کی طرف اشارہ کرے اور وہ مرکر زمین میں جا گریں۔ اور اگر شخص اس پر حملہ کرنے آوے تو وہ لوگوں کے دیکھتے دیکھتے آسمان پر چڑھ جاوے وغیرہ وغیرہ تو ظاہر ہے کہ اس قسم کے حالات میں کوئی شخص بھی ایسے نبی کا منکر نہیں رہ سکتا اور ایمان کا معاملہ ایک بے سود چیز بن جاتا ہے پس پہلی شرط معجزات کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان میں ایک قسم کا سایہ یعنی دھندلا پن موجود ہو اور کامل روشنی کی صورت نہ پیدا ہو۔

دوسری شرط حضرت مسیح موعود نے یہ بیان فرمائی کہ معجزات میں کوئی بات خدا تعالیٰ کی سنت اور اس کے وعدہ کے خلاف نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اگر ایسا ہو تو خدا پر حرف آنے کے علاوہ دین کے معاملہ میں ساری امان اٹھ جاتی ہے اور کوئی بات بھی پختہ اور قابل تسلی نہیں رہتی۔ مثلاً اگر ایک طرف خدا تعالیٰ اپنے کسی نبی کو یہ تعلیم دے کہ کوئی حقیقی مردہ اس دنیا میں زندہ ہو کر واپس نہیں آ سکتا اور دوسری طرف اسی نبی کے ہاتھ پر وہ مردوں کو زندہ کرنا شروع کر دے تو اس سے دین میں ایک ایسا فساد عظیم برپا ہو جائے گا کہ کوئی امن کی صورت باقی نہیں رہے گی اور خدا جو ہر صدق و راستی کا منبع ہے خود اسی کی صداقت معرض شک میں پڑ جائے گی۔ پس دوسری شرط حضرت مسیح موعود نے معجزات کے متعلق یہ بیان فرمائی کہ ان میں کوئی بات خدا تعالیٰ کی کسی سنت یا اس کے کسی وعدے کے خلاف نہیں ہونی چاہئے۔

دوسری طرف معجزہ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر کوئی معجزہ معجزہ ہی نہیں کہلا سکتا کہ وہ ایسے حالات کے ماتحت ظہور پذیر ہو کہ نبی کے مخالفوں کو حقیقۃً عاجز کر دے اور وہ اس کی نظیر لانے سے قاصر رہیں کیونکہ اگر یہ شرط نہ پائی جاوے تو پھر معجزہ کا کوئی فائدہ ہی نہیں رہتا اور اس کی ساری غرض و غایت باطل چلی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ معجزہ کی ضرورت اسی لئے پیش آتی ہے کہ تا خدا تعالیٰ دنیا پر یہ ظاہر کر دے کہ ہمارا یہ بندہ ہماری نصرت اور تائید کے ساتھ کھڑا ہوا ہے اور یہ کہ یہ نصرت اور تائید اس کے مخالفوں کو حاصل نہیں ہے۔ پس ضروری ہے کہ معجزہ میں کوئی نہ کوئی ایسی خارق عادت بات پائی جاوے جو نبی کے مخالفوں کو عاجز کر دے گویا حضرت مسیح موعودؑ نے معجزہ کے لئے تین شرائط ضروری قرار دیں:۔

اوّل یہ کہ اس میں کوئی نہ کوئی بات ایسی ہو جو دوسروں کو نبی کے مقابل پر عاجز کر دے اور اس کی تہ میں خدا کا ہاتھ نظر آئے۔

دوم یہ کہ اس میں کوئی بات ایسی نہ ہو جو نبی کی سچائی کو روز روشن کی طرح ظاہر کر دے اور تاریکی کا کوئی پہلو بھی باقی نہ رہے بلکہ اس کا کوئی نہ کوئی پہلو ایسا رہنا چاہئے کہ ایک شخص جو اسے صحیح اور کھلی ہوئی نظر کے ساتھ دیکھنے کے لئے تیار نہیں شک میں مبتلا رہے۔

سوم یہ کہ اس میں کوئی بات خدا تعالیٰ کی سنت اور وعدہ کے خلاف نہ ہو۔

یہ شرائط ایسی معقول اور قرآن و حدیث کے ایسی مطابق تھیں کہ انہوں نے اس پیچیدہ مسئلہ پر گویا ایک سورج چڑھا دیا اور ان دونوں قسم کے لوگوں کا منہ بند کر دیا جن میں سے ایک تو نئی روشنی سے متاثر ہو کر معجزات کے وجود سے بالکل ہی منکر ہو رہا ہے اور دوسرا ہر قسم کے فرضی اور خلاف عقل اور خلاف سنت معجزات کو سچ سمجھ کر سینہ سے لگائے بیٹھا ہے اور بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ یہ دونوں قسم کے گروہ مسلمانوں میں کثرت کے ساتھ پائے جاتے ہیں یعنی ایک گروہ وہ ہے جو معجزات کے معاملہ میں ہر قسم کے رطب و یابس کے ذخیرہ کو سچا سمجھ رہا ہے اور اس گروہ کے لئے معجزہ کی کوئی حدود نہیں اور دوسرا گروہ وہ ہے جو دہریت کے مخفی اثر کے نیچے آکر معجزہ کے وجود سے ہی منکر ہو گیا ہے اور صرف خشک فلسفیانہ باتوں پر دین کی بنیاد رکھتا ہے حضرت مسیح موعودؑ نے ان دونوں گروہوں کی تردید فرما کر ایک نہایت سچا اور وسطی رستہ کھول دیا۔

معجزات کی اس تشریح کے ماتحت جماعت احمدیہ جہاں سچے اور ثابت شدہ معجزات کی دل و جان سے قائل ہے وہاں ان تمام فرضی معجزات کو رد کرتی ہے جو لوگوں نے حضرت مسیح ناصری یا سید عبدالقادر صاحب جیلانی یا دوسرے مذہبی بزرگوں کی طرف منسوب کر رکھے ہیں۔ مثلاً یہ کہ حضرت مسیح نے سینکڑوں مردوں کو ان کی قبروں میں سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ یا حقیقی اور واقعی طور پر اندھے لوگوں کو ہاتھ لگا کر بینا بنا دیا۔ یا مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک ماری اور وہ زندہ ہو کر خدا کے بنائے ہوئے پرندوں سے مل جل گئے۔ یا جب ان کے مخالفوں نے انہیں پکڑ کر صلیب پر لٹکانا چاہا تو وہ جھٹ حلیہ بدل کر آسمان کی طرف اڑ گئے یا یہ کہ حضرت سید عبدالقادر صاحب نے ایک کئی سال کی ڈوبی ہوئی کشتی کو دریا سے باہر نکال کر اس کے مردوں کو از سر نو زندگی دے دی وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب خوش عقیدگی کے قصے ہیں جن میں کچھ بھی حقیقت نہیں سوائے اس کے کہ بعض صورتوں میں استعارہ کے کلام کو حقیقت پر محمول کر لیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے معجزات کے متعلق اپنی تصنیفات میں کئی جگہ بحث فرمائی ہے مگر ہم اس جگہ اختصار کے خیال سے صرف ایک اقتباس کے درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’ایمان اس حد تک ایمان کہلاتا ہے کہ ایک بات مِن وجہٍ ظاہر ہو اور مِن وجہٍ پوشیدہ بھی ہو۔ یعنی ایک باریک نظر سے اس کا ثبوت ملتا ہو اور اگر باریک نظر سے نہ دیکھا جائے تو سرسری طور پر حقیقت پوشیدہ رہ سکتی ہو لیکن جب سارا پردہ ہی کھل گیا تو کون ہے کہ ایسی کھلی بات کو قبول نہیں کرے گا۔ سو معجزات سے وہ امور خارق عادت مراد ہیں جو باریک اور منصفانہ نظر سے ثابت ہوں اور بجز مؤیدان الٰہی دوسرے لوگ ایسے امور پر قادر نہ ہو سکیں۔ اسی وجہ سے وہ امور خارق عادت کہلاتے ہیں مگر بدبخت ازلی ان معجزانہ امور سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے .... درحقیقت معجزات کی مثال ایسی ہے جیسے چاندنی رات کی روشنی جس کے کسی حصہ میں کچھ بادل بھی ہو۔ مگر وہ شخص جو شب کور ہو جو رات کو کچھ نہیں دیکھ سکتا اس کے لئے یہ چاندنی کچھ مفید نہیں۔ ایسا تو ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ہوا کہ اس دنیا کے معجزات اسی رنگ سے ظاہر ہوں جس رنگ سے قیامت میں ظہور ہو گا۔ مثلاً دو تین سو مردے زندہ ہو جائیں اور بہشتی پھل ان کے پاس ہوں اور دوزخ کی آگ کی چنگاریاں بھی پاس رکھتے ہوں اور شہر بہ شہر دورہ کریں اور ایک نبی کی سچائی پر جو قوم کے درمیان ہو گواہی دیں اور لوگ ان کو شناخت کر لیں کہ درحقیقت یہ لوگ مر چکے تھے اور اب زندہ ہو گئے ہیں اور وعظوں اور لیکچروں سے شور مچا دیں کہ درحقیقت یہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے سچا ہے۔ سو یاد رہے کہ ایسے معجزات کبھی ظاہر نہیں ہوئے اور نہ آئندہ قیامت سے پہلے کبھی ظاہر ہوں گے اور جو شخص دعویٰ کرتا ہے کہ ایسے معجزات کبھی ظاہر ہو چکے ہیں وہ محض بے بنیاد قصوں سے فریب خوردہ ہے اور اس کو سنت اللہ کا علم نہیں۔ اگر ایسے معجزات ظاہر ہوتے تو دنیا دنیا نہ رہتی اور تمام پردے کھل جاتے اور ایمان لانے کا ایک ذرہ بھی ثواب باقی نہ رہتا۔ یاد رہے کہ معجزہ صرف حق اور باطل میں فرق دکھلانے کے لئے اہل حق کو دیا جاتا ہے اور معجزہ کی اصل غرض صرف اس قدر ہے کہ عقل مندوں اور منصفوں کے نزدیک سچے اور جھوٹے میں ایک مابہ الامتیاز قائم ہو جائے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 42 تا 44)

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 270 تا 283۔ اشاعت 2008ء قادیان)

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق فاضلہ

ماہنامہ ’’خالد‘‘ اپریل 2009ء میں لباس کے حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق فاضلہ سے متعلق حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس شخص کی زندگی میں یا لباس میں کسی قسم کا بھی تصنّع ہے یا زینت کا دلدادہ ہے۔ ہاں آپؑ صاف اور ستھری چیز ہمیشہ پسند فرماتے اور گندی اور میلی چیز سے سخت نفرت رکھتے۔ ہر روز کپڑے نہ بدلتے لیکن اُن کی صفائی میں فرق آنے لگتا تب بدلتے تھے۔

جرابیں آپؑ سردیوں میں استعمال فرماتے اور اُن پر مسح فرماتے۔ بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے۔ اگر جراب کہیں سے کچھ پھٹ جاتی تو بھی مسح جائز رکھتے بلکہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ایسے موزوں پر بھی مسح کرلیا کرتے تھے جن میں سے اُن کی انگلیوں کے پوٹے باہر نکلے رہا کرتے۔

جوتی آپؑ کی دیسی ہوتی خواہ کسی وضع کی ہو مگر ایسی جو کھلی کھلی ہو۔ انگریزی بوٹ کبھی نہیں پہنا، گرگابی حضرت صاحب کو پہنے مَیں نے نہیں دیکھا۔ جوتی اگر تنگ ہوتی تو اُس کی ایڑی بٹھا لیتے مگر ایسی جوتی کے ساتھ باہر تشریف نہیں لے جاتے تھے۔ عصا آپؑ ضرور رکھتے تھے اور موٹی اور مضبوط لکڑی کو پسند فرماتے مگر کبھی اُس پر سہارا یا بوجھ دے کر نہ چلتے تھے۔

موسم سرما میں ایک دھسّہ لے کر آپؑ مسجد میں نماز کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔ جو اکثر آپؑ کے کندھے پر پڑا ہوا ہوتا تھا۔ اور اُسے اپنے آگے ڈال لیا کرتے تھے۔ جب تشریف رکھتے تو پیروں پر ڈال لیتے۔ سر پر کبھی نہیں اوڑھتے تھے بلکہ کندھوں اور گردن تک رہتی۔ گلوبند اور دستانوں کی عادت نہ تھی۔

تحریر وغیرہ کا سب کام پلنگ پر ہی اکثر فرمایا کرتے اور دوات، قلم، بستہ اور کتابیں یہ سب چیزیں پلنگ پر موجود رہا کرتی تھیں۔ یہی جگہ میز کرسی اور لائبریری سب کا کام دیتی تھی اور مَـــا اَنَـــا مِـنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ کا عملی نظارہ خوب واضح طور پر نظر آتا تھا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے مطابق حضور علیہ السلام بھی بہت ہی کم خور تھے اور بمقابلہ اس کام اور محنت کے جس میں حضورؑ دن رات لگے رہتے تھے اکثر حضورؑ کی غذا دیکھی جاتی تو بعض اوقات حیرانی سے بے اختیار لوگ یہ کہہ اٹھتے تھے کہ اتنی خوراک پر یہ شخص زندہ کیونکر رہ سکتا ہے۔ عام طور پر دن میں دو وقت مگر جب طبیعت خراب ہوتی تو دن بھر میں ایک ہی دفعہ کھانا نوش فرمایا کرتے تھے۔

مدّتوں آپؑ باہر مہمانوں کے ہمراہ کھانا کھایا کرتے تھے اور خاص مہمان آپؑ کے ہمراہ دسترخوان پر بیٹھا کرتے تھے۔ یہ عام طور پر وہ لوگ ہوا کرتے تھے جن کو حضرت صاحب نامزد کردیا کرتے تھے۔ ان کی تعداد دس سے بیس پچیس تک ہوجایا کرتی تھی۔ دن کا کھانا دس بجے سے ظہر کی اذان تک اور شام کا کھانا مغرب اور عشاء کے درمیان کھایا کرتے تھے سوائے اس کے کہ مغرب اور عشاء جمع ہوں تو عشاء کی نماز کے بعد کھاتے۔ جب کھانا آگے رکھا جاتا تو آپؑ اگر مجلس میں ہوتے تو یہ پوچھ لیا کرتے: ’’کیوں جی شروع کریں؟‘‘۔ پھر جواب ملنے پر کھانا شروع کرتے اور نہایت آہستہ آہستہ چبا چبا کر کھاتے۔ کھانے میں کوئی جلدی نہ کرتے۔ کھانے کے دوران ہر قسم کی گفتگو فرمایا کرتے۔ سالن بہت کم کھاتے۔ ایک سے زیادہ چیزیں سامنے ہوں تو صرف ایک ہی پر ہاتھ ڈالا کرتے۔ بوٹیاں یا ترکاری کھانے کی عادت نہ تھی بلکہ لعاب سے اکثر چھو کر ٹکڑا کھالیا کرتے تھے۔ لقمہ چھوٹا ہوتا تھا اور روٹی کے بہت سے ٹکڑے آپؑ کرلیا کرتے تھے۔ دسترخوان سے اٹھنے کے بعد لوگ بطور تبرک اِن ٹکڑوں کو اٹھالیا کرتے تھے۔

آپؑ کو اپنے کھانے کی نسبت اپنے مہمانوں کے کھانے کا زیادہ فکر رہتا تھا اور اکثر دریافت فرماتے کہ فلاں مہمان کو کیا کیا پسند ہے اور کس کس چیز کی اس کو عادت ہے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب کا جب تک نکاح نہیں ہوا تب تک آپؑ کو ان کی خاطرداری کا اس قدر اہتمام تھا کہ روزانہ خود اپنی نگرانی میں اُن کے لئے دودھ، چائے، بسکٹ، مٹھائی، انڈے وغیرہ برابر صبح کے وقت بھیجا کرتے اور پھر لے جانے والے سے دریافت بھی کرلیتے تھے کہ انہوں نے اچھی طرح سے کھا بھی لیا؟ اسی طرح خواجہ صاحب کا بڑا خیال رکھتے اور بار بار دریافت فرمایا کرتے کہ کوئی مہمان بھوکا تو نہیں رہ گیا یا کسی کی طرف سے ملازمان لنگرخانہ نے تغافل تو نہیں کیا۔ بعض دفعہ کسی مہمان کے لئے سالن نہیں بچا تو اپنا سالن یا سب کھانا اُس کے لئے اٹھوا کر بھجوادیا۔

آپؑ کو کوئی عادت کسی چیز کی نہ تھی۔ پان البتہ کبھی کبھی استعمال فرمالیا کرتے تھے۔ حقہ تمبا کو کو ناپسند فرمایا کرتے تھے بلکہ ایک موقعہ پر کچھ حقہ نوشوں کو نکال بھی دیا تھا۔ البتہ جن ضعیف العمر لوگوں کو مدّت العمر سے عادت لگی ہوئی تھی ان کو آپؑ نے بسبب مجبوری کے اجازت دیدی تھی۔

آپؑ نے اوائل عمر میں گوشۂ تنہائی میں بہت مجاہدات کئے اور ایک موقعہ پر متواتر چھ ماہ کے روزے منشاء الٰہی سے رکھے اور خوراک آپؑ کی صرف نصف روٹی یا اس سے بھی کم، روزہ افطار کرنے کے بعد ہوتی تھی اور سحری بھی نہ کھاتے تھے۔ گھر سے آنے والا کھانا کسی مسکین کو دیدیا کرتے تھے۔ مگر اپنی جماعت کے لئے عام طور پر آپؑ نے ایسے مجاہدے پسند نہیں فرمائے بلکہ اس کی جگہ تبلیغ اور قلمی خدمات کو مخالفان اسلام کے برخلاف اس زمانہ کا جہاد قرار دیا۔

حضرت مولوی عبدالمغنی صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 10/جون 2009ء میں حضرت مولوی عبدالمغنی صاحبؓ (یکے از 313) کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت مولوی برہان الدین جہلمی صاحبؓ سات بھائی تھے۔ ساتوں بڑے پایہ کے عالم تھے اور علیحدہ علیحدہ مساجد کے امام بھی تھے لیکن احمدیت صرف حضرت مولوی برہان الدین صاحبؓ کو نصیب ہوئی۔

حضرت مولوی عبدالمغنی صاحبؓ، حضرت مولوی برہان الدین جہلمی صاحبؓ کے بیٹے تھے۔ آپ کی بیعت 1896ء کی ہے۔ قادیان میں میٹرک کے بعد مولوی فاضل بھی کیا۔ آپؓ کے اساتذہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ شامل ہیں۔

اس وقت آپ کی عمر گیارہ بارہ سال تھی جب آپ کے والد حضرت مولوی برہان الدین صاحب چھ ماہ تک گھر نہ آئے (وہ تبلیغ کے لئے گاؤں گاؤں پھرا کرتے تھے) تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر قادیان پہنچیں اور ساتھ گڑ کی میٹھی روٹیاں پکا کرلے گئیں۔ والدہ صاحبہ اور آپ نماز عصر کے وقت مسجد مبارک پہنچے۔ والدہ صاحبہ برقع اوڑھے باہر کھڑی رہیں اور مولوی صاحب اندر گئے تو حضرت مسیح موعودؑ چند صحابہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ مغنی صاحب نے کہا میری والدہ گھر سے بہت کم نکلا کرتی ہیں اور اب ہم والد صاحب کو ڈھونڈتے آئے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: آپ کی بغل میں کیا ہے؟ والدہ صاحبہ نے کہا: سفر کے لئے میٹھی روٹیاں ہیں۔ والدہ صاحبہ کی دعوت پر حضرت اقدسؑ نے مسکراتے ہوئے ٹکڑا توڑ کر منہ میں ڈالا اور ساتھ والوں کو بھی دیا۔ پھر رومال باندھ کر واپس دیا اور فرمایا والدہ کو گھر کے (حضرت اماں جان کے پاس) اندر لے جاؤ یہاں پر پردہ کا انتظام ہے۔ والد بھی مل جائیں گے۔

حضرت مولوی عبدالمغنی صاحبؓ فوج میں بھرتی ہوکر پنجاب رجمنٹ میں شامل ہوئے اور صوبیدار کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ ملٹری کالج سرائے عالمگیر میں صوبیدار کوارٹر ماسٹر بھی رہے۔ ملایا اور پونا شہروں میں بھی قیام رہا۔ ریٹائر ہونے کے بعد باغ محلّہ شہر جہلم میں تادم آخر رہائش رہی۔ (مشہدی پگڑی باندھتے تھے اور کبھی بھی بغیر پگڑی کے نماز ادا نہیں کرتے تھے)۔ ہر جمعہ باقاعدگی سے جہلم سائیکل پر نماز پڑھانے آتے تھے۔ جہلم کے امیر جماعت بھی رہے۔

آپؓ نے 10 جون 1966ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

مکرم ڈاکٹر محمد بشیر صاحب (کوٹلی)

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 7/اگست 2009ء میں مکرم ڈاکٹر محمد بشیر صاحب سابق امیر ضلع کوٹلی کے بارہ میں مکرم فضل احمد شاہد صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

مکرم ڈاکٹر محمد بشیر صاحب کی وفات 17/فروری 2009ء کو کوٹلی (کشمیر) میں ہوئی۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی ازراہ شفقت لندن میں مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرم ڈاکٹر محمد بشیر صاحب نے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ میرے والد اور تایا لمبے عرصہ سے جماعت اہل حدیث سے تعلق رکھتے تھے کہ تایا محترم مستری سخی محمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے قبول احمدیت کی توفیق عطا فرمائی۔ سکول میں اپنے تایازاد بھائیوں کا تنگ کیا جانا دیکھتا تو سوچتا کہ تایا صاحب نے یہ کیا مذہب اختیار کرلیا ہے۔ سکول میں عربی کے استاد بھی احمدیت کے خلاف بولا کرتے اس لئے میرے دل میں احمدیت سے بغض رہا۔ پھر میرے تایازاد بھائی نے میرا رابطہ محترم مولوی دوست محمد شاہد صاحب سے کروایا جن سے کچھ سوال جواب ہوئے اور 1952ء میں مَیں بھی احمدی ہوگیا۔ 1963ء میں تایا صاحب کی وفات ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد میری شادی تھی۔ جب میرے سسرال کو پتہ چلا کہ مَیں احمدی ہوچکا ہوں تو انہوں نے شادی کرنے سے انکار کردیا لیکن لڑکی چونکہ میرے ساتھ رہنے پر رضامند تھی اس لئے چند رشتہ داروں کی کوشش سے وہ میرے گھر آگئی اور 1966ء میں میری بیوی کو بھی بیعت کی توفیق مل گئی۔

احمدیت قبول کرنے کے بعد میرے والد نے بھی مجھے بہت تنگ کئے رکھا۔ ایک بار میری ساری کتب اور سامان باہر پھینک کر مجھے بیوی بچوں سمیت گھر سے باہر نکال دیا۔ مَیں نے سامان تایا صاحب کے گھر میں رکھوادیا۔ خود دعا میں مصروف ہوگیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے والد صاحب کے دل میں لچک پیدا کی اور انہوں نے مجھے ایک چھوٹے کمرہ میں رہنے کی اجازت دیدی۔

مختلف مقامات پر ملازمت کرنے کے بعد مَیں نے 1966ء میں کوٹلی میں ادویات کی دکان کھولی۔ اس دوران مختلف حیثیتوں سے خدام الاحمدیہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ چار سال تک قائد ضلع میرپور بھی رہا۔ 1978ء سے 1981ء تک کوٹلی شہر کا صدر جماعت اور 1981ء سے 1997ء تک صدر جماعت شہر کے علاوہ امیر ضلع کے طور پر بھی خدمت کی سعادت ملی۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 14/اپریل 2009ء میں مکرم ڈاکٹر عبدالکریم خالد صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

تاریخ کے اوراق میں ہے روشنی کا باب بھی
تم غور سے دیکھو اگر یہ زندگی کا باب بھی
خوش قسمتی لائی مجھے اس لمحۂ موجود میں
تو دل نے فوراً کہہ دیا اک اَن کہی کا باب بھی
خوشا کہ دل میں آگیا پھر آج تیرا آستاں
اے قادیاں دارالاماں اونچا رہے تیرا نشاں

اس کو چنا میرے خدا نے دیں کی خدمت کے لئے
ساماں پیدا کردیے خود اس کی نصرت کے لئے
بدخواہ دشمن کے ارادوں پر نظر رکھتے ہوئے
وہ ڈھال بن کے آگیا اس کی حفاظت کے لئے
گمنام بستی کو کیا انوار کا سیل رواں
اے قادیاں دارالاماں اونچا رہے تیرا نشاں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

30th March 2012 – 5th April 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 30th March 2012

00:15	MTA World News
00:35	Tilawat
00:45	Japanese Service
01:10	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
01:50	Liqa Ma'al Arab: rec. on 8th May 1996
03:05	Tarjamatul Qur'an class: rec. 15th November 1995
04:30	Jalsa Salana Nigeria: concluding address delivered by Huzoor on 4th May 2008
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
07:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
08:25	Siraiki Service
09:10	Rah-e-Huda: rec. on 24th March 2012
10:45	Indonesian Service
11:45	Tilawat
12:05	Spotlight: interview with Muhammad Rabbani
13:00	Live Friday Sermon: delivered by Huzoor
14:05	Dars-e-Hadith
14:25	Bengali Service
15:25	Real Talk: a programme exploring social issues affecting today's youth
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Jalsa Salana USA: an address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gal on 21st June 2008
19:35	Yassarnal Qur'an
20:00	Fiq'ahi Masa'il
20:30	Friday Sermon [R]
22:00	Insight: recent news in the field of science
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday 31st March 2012

00:00	MTA World News
00:30	Tilawat
00:40	International Jama'at News
01:10	Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th May 1996
02:15	Fiq'ahi Masa'il
02:45	Friday Sermon: rec. on 30th March 2012
03:55	Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
04:25	Rah-e-Huda: rec. on 24th March 2012
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	International Jama'at News
07:05	Al-Tarteel
07:40	Jalsa Salana USA: concluding address delivered by Huzoor on 22nd June 2008
08:50	Question and Answer Session: recorded on 5th November 1995. Part 1
09:45	Friday Sermon [R]
10:55	Indonesian Service
12:00	Tilawat
12:15	Story Time: Islamic stories for children
12:35	Let's Find Out
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bengali Service
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:20	Live Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:30	Faith Matters: question and answer session on matters regarding faith and religion
20:30	International Jama'at News
21:05	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Sunday 1st April 2012

00:00	MTA World News
00:20	Friday Sermon: rec. on 30th March 2012
01:30	Tilawat
01:45	Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th May 1996
02:50	Dars-e-Hadith
03:15	Friday Sermon [R]
04:25	Story Time: Islamic stories for children
04:45	Yassarnal Qur'an
05:00	Faith Matters
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:50	Gulshan-e-Waqfe Nau class
07:50	Faith Matters
09:05	Jalsa Salana Canada: an address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gal on 28th June 2008
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 27th May 2011
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Qur'an
13:00	Friday Sermon [R]
14:00	Bengali Service
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:00	Faith Matters [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
17:50	MTA World News
18:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:15	Real Talk
20:15	Food for Thought
20:50	Mosha'irah
21:50	Friday Sermon [R]
23:00	Ashab-e-Ahmad

Monday 2nd April 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:25	Yassarnal Qur'an
00:40	International Jama'at News
01:10	Liqa Ma'al Arab
02:15	Food for Thought
02:50	Friday Sermon: rec. on 30th March 2012
04:00	Ashab-e-Ahmad
05:00	Faith Matters
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	International Jama'at News
07:05	Adaab-e-Zindagi
07:40	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: French question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad (ra)
10:15	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 6th January 2012
11:15	Jalsa Salana Speeches
12:00	Tilawat
12:20	International Jama'at News
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon: rec. on 16th June 2006
15:10	Jalsa Salana Speeches [R]
16:00	Dars-e-Hadith
16:20	Rah-e-Huda: rec. on 31st March 2012
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service: Sabeel-ul-Huda
19:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st May 1996
20:40	International Jama'at News
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:10	Jalsa Salana Speeches [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Tuesday 3rd April 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:30	Adaab-e-Zindagi
01:00	Insight: recent news in the field of science
01:25	Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st May 1996
02:30	Rencontre Avec Les Francophones: French question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad (ra)
03:35	Jalsa Musleh Ma'ood
05:00	Jalsa Salana Canada: concluding address delivered by Huzoor on 29th June 2008
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Insight: recent news in the field of science
07:00	MTA Variety
07:25	Yassarnal Qur'an
08:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
09:00	Question and Answer Session: recorded on 5th November 1995. Part 2
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 8th April 2011
12:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:15	Dars-e-Malfoozat
12:30	Insight: recent news in the field of science.
13:00	Bengali Service
14:00	Jalsa Salana UK: opening address delivered by Huzoor on 25th July 2008
15:05	Yassarnal Qur'an
15:25	Guftugu
16:00	MTA Variety [R]
16:25	Rah-e-Huda: rec. on 17th March 2012
18:00	MTA World News
18:30	Beacon of Truth
19:35	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 30th March 2012
20:35	Insight: recent news in the field of science
20:45	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
21:55	Jalsa Salana UK [R]
23:00	Real Talk

Wednesday 4th April 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd May 1996
02:35	Learning Arabic: a programme teaching how to read, write and speak Arabic
03:05	Food for Thought: diabetes
03:45	Question and Answer Session: recorded on 5th November 1995. Part 2
04:50	Jalsa Salana UK: opening address delivered by Huzoor on 25th July 2008
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:45	Pakistan in Perspective
07:20	Dua-e-Mustaja'ab
07:50	Yassarnal Qur'an
08:05	Children's class with Huzoor
09:05	Question and Answer Session: Urdu session, recorded on 25th Octoober 1995. Part 1
10:15	Indonesian Service
11:15	Swahili Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: rec. on 23rd June 2006
14:00	Bengali Service
15:05	Children's class [R]
16:05	Dua-e-Mustaja'ab [R]
16:35	Fiq'ahi Masa'il
17:15	Pakistan in Perspective [R]
18:00	MTA World News
18:20	Question and Answer Session [R]
19:30	Real Talk
20:45	Al-Tarteel [R]
21:15	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:50	Children's class [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Thursday 5th April 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Fiq'ahi Masa'il
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 7th May 1996
02:30	Pakistan in Perspective
03:05	Real Talk
04:05	Al-Tarteel
04:35	Dua-e-Mustaja'ab
05:00	Friday Sermon
06:00	Tilawat
06:10	Beacon of Truth
07:00	Safar-e-Hayat
08:05	Faith Matters
09:10	Spotlight
10:00	Indonesian Service
11:05	Pushto Service
11:50	Tilawat
12:15	Yassarnal Qur'an
12:35	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 30th March 2012
14:05	Tarjamatul Qur'an class
15:20	Spotlight [R]
16:10	Faith Matters
18:00	MTA World News
18:25	Lajna Imaillah UK Ijtema: an address delivered by on 3rd October 2010
19:55	Safar-e-Hayat [R]
20:55	Faith Matters [R]
21:55	Beacon of Truth [R]
23:00	Tarjamatul Qur'an class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 23 March , 2012 | Issue No. 12

لندن کی ساؤتھ ایسٹ ریجن میں Lewisham کے علاقہ میں 'مسجد طاہر' کے افتتاح کی مبارک تقریب

مسجد کا مقصد تب پورا ہوتا ہے جب اس میں آنے والے نمازی ہر لحاظ سے پاک دل لے کر اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے حاضر ہوں

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مسجد کے افتتاح کے موقع پر احباب جماعت سے خطاب اور اہم نصائح)

مسجد کے افتتاح کی خصوصی تقریب میں علاقہ کی ایم پی، لیوشم کونسل کے میئر اور دیگر معززین علاقہ کی شمولیت اور مسجد کی تعمیر پر مبارکباد اور نیک خواہشات کا اظہار

مساجد کے دو بڑے مقاصد ہیں۔ اوّل خدا کی عبادت اور دوم خدا کی مخلوق کی خدمت۔ اگر کوئی مسجد ان دو مقاصد سے خالی ہے تو وہ مسجد کی تعمیر کے مقصد کو پورا نہیں کرتی۔

ہم احمدی مسلمان تمام دنیا میں امن کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔ اس کام میں ہمارا ساتھ دیں۔ اگر ہم ایک دوسرے کی عزت کریں تو مذہبی اختلاف کے باوجود باہمی محبت اور انسانی قدریں قائم ہو سکتی ہیں۔

آج دنیا امن کی خواہاں ہے۔ جنگ کے شعلے دنیا کے لئے پریشان کُن ہیں۔ ہمیں ہر سطح پر نفرت کے شعلوں کو بجھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یاد رکھیں کہ خدا نے ہمیں پیدا کیا ہے اور وہ اپنی مخلوق سے محبت رکھتا ہے۔

(مسجد طاہر (لیوشم) کے افتتاح کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب۔ مسجد کی اہمیت اور اس کے اغراض و مقاصد کے حوالہ سے اسلامی تعلیم کا دلنشیں تذکرہ)

(رپورٹ: نصیر احمد قمر)

(لندن۔ 11/فروری 2012ء) جماعت احمدیہ برطانیہ کی تاریخ میں آج کا دن ایک خاص اہمیت کا حامل دن تھا کیونکہ آج لندن کی ساؤتھ ایسٹ ریجن میں Lewisham کے علاقہ میں ایک اور مسجد 'مسجد طاہر'' کا افتتاح عمل میں آ رہا تھا اور اس کا افتتاح امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک سے ہو رہا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ قریباً چار بج کر بیس منٹ پر مسجد طاہر تشریف لائے۔ حضور انور کی آمد پر مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے نے عہدیداران جماعت کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ بچیوں نے خیر مقدمی گیت گا کر حضور کو اَھْلًا وَسَھْلًا کہا۔ مقامی جماعت کے افراد مرد و زن بچے اور بڑے سبھی حضور انور کی بابرکت تشریف آوری اور مسجد کے افتتاح پر خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور پھر دعا کروائی۔ اس کے بعد مسجد کے احاطہ میں ایک درخت لگایا اور پھر مسجد کے مختلف حصوں کا معائنہ فرمایا۔ Verdant Lane SE6 پر واقع 0.53 ایکڑ رقبہ پر مشتمل اس جگہ پر اس سے قبل لیوشم کونسل کے دفاتر ہوا کرتے تھے۔ مارچ 2011ء میں جماعت نے یہ جگہ پانچ لاکھ ستّر ہزار پاؤنڈز میں خریدی۔ یہ جگہ برلب سڑک اور بہت ہی باموقع اور خوبصورت ہے۔ سڑک کی جانب مسجد کی دیوار پر سب سے اوپر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه تحریر ہے۔ اسکے نیچے مسجد طاہر Tahir Mosque، اور Love for all hatered for none احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن یوکے کے الفاظ تحریر ہیں۔

حضور انور کا احباب جماعت سے خطاب

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز مغرب و عشاء مسجد طاہر میں پڑھائیں اور اس کے ساتھ ہی باقاعدہ طور پر اس مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ حاضرین کی طرف رُخ کر کے محراب میں تشریف فرما ہوئے اور ایک مختصر سی افتتاحی تقریب عمل میں آئی جس میں مکرم ڈاکٹر بلال بھٹی صاحب نے سورۃ المومنون کی ابتدائی آیات کی تلاوت کی جن کا انگریزی ترجمہ مکرم میر فخر الدین صاحب نے پڑھ کر سنایا۔

بعد ازاں مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے نے مختصر ایڈریس میں سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت بیگم صاحبہ کا دلی شکریہ ادا کیا کہ آپ اس مسجد کے افتتاح کے لئے تشریف لائے ہیں۔ مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ قریباً 1980ء میں مکرم راجہ مسعود احمد صاحب کے اس ایریا میں آنے پر یہاں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ ان کا گھر ہی نماز سینٹر کے طور پر استعمال ہوتا رہا، وہی اس جماعت کے پہلے صدر اور اُن کی اہلیہ پہلی صدر لجنہ

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں